وہ "دیدارِ خدا" سے مشرف ہو جاتا ہے۔ گجرات کے لڑکوں کے مشہور کھیل سر اسر بیل جیسا یہ معاملہ ہمیں نظر آتا ہے۔ جیسے کوئی کسی کو ایک لکیر کے پیچھے سے لیا اور دوسری لکیر کے اُس پار پہنچا دیا۔ بس اسی طرح ہر ایک وصال کرنے والے کا ہاتھ میاں جی پکڑتے ہیں اور دوسرا ہاتھ، خدائے تعالیٰ اپنی قدرت کے ہاتھ، تھما دیتے ہیں۔ اس طرح اس کو دنیائے فانی کی لکیر سے نکال کر آخرت کی حیاتِ جاودانی کی لکیر کے اُس پار پہنچا دیتے ہیں۔ خدائے تعالیٰ اس کو اپنی راہ میں قبول کر لیتا ہے اور نعمتِ دیدار کے ساتھ اس کو عالی مرتبے اور بلند درجے عطا کیے جاتے ہیں"۔

فقر و فاقہ پر صبر کرنا، انبیاء کی صفت ہے اور اس کا اجر و صلہ دیدارِ خدا ہے۔

حق یہی ہے کہ فقر و فاقہ پر صبر کرنے کی صورت میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے رُویتِ خدا حاصل ہوتی ہے۔ چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے:

فاصبر کما صبر اولوا العزم من الرسل ولا تستعجل لھم الخ (احقاف، ۳۵)۔

اس آیتِ شریفہ کی تفسیر کے تحت حضرت شاہ برہان رح نے یہ درج فرمایا ہے:

وَمَا صَبرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَمَا اَجرُكَ اِلَّا بِرُوْيَةِ اللّٰهِ۔

یعنی تمہارا صبر کرنا تو حضرت اللہ تعالیٰ پر ہے اور تمہیں اس کا اجر و صلہ "اللہ تعالیٰ کا دیدار" ہی ملے گا۔

فقر و فاقہ کے دوران ایک دوسری آزمائشِ خداوندی

روایت ہے کہ بندر جیول کے قیام کے دوران، دائرہ کے لوگوں پر جب سخت فقر و فاقہ تھا، بندگی میاں سید خوندمیر رض کے دل میں آیا کہ "اے خدا! دائرہ کے بھائیوں پر فقر و فاقہ کی سخت مشقت گزر رہی ہے"۔ اُسی وقت خدائے تعالیٰ کی طرف سے غیبی آواز آئی کہ "اے سید خوندمیر رض! اگر تو کہے تو ہم بندر جیول کے تمام در و دیوار سونے کی کر دیں گے، تو یہ سب ان پر خرچ کر دے اور قیامت کے دن ہم اس کا حساب تھوڑا بھی تجھ سے نہ لیں گے" (یعنے بے حساب سونا یا مال و زر دیں گے)۔ بندگی میاں سید خوندمیر رض نے نہایت عاجزی سے عرض کیا "اے خدایا! یہ خطرہ، بندہ کی تقصیر تھی، انھیں تیری ذات کے سوا کچھ بھی نہیں چاہیے، بس اپنے فضل و کرم سے انھیں اپنا مقرب بنا اور دیدار عطا فرما دے۔ آمین یا رب العالمین یا ارحم الراحمین"۔

فقر و فاقہ کے باعث بندگی ملک حماد رض کی بیوی کو ان کی دایہ ہی نے نہیں پہچانا۔

حضرت بندگی ملک حماد رض جو حضرت مہدی موعود علیہ السلام سے بیعت ہو چکے تھے، اپنی وزارت اور امارت کو چھوڑ کر اپنی بیوی بی بی لوا مریم رض کے

۱؎ دفتر اول، ک۷، ب۳

ساتھ بندر جیول میں، حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؓ کے دائرہ معلّی میں آئے اور ترکِ دنیا کے بعد آپؓ کی صحبت اختیار کرلی۔ جن دنوں آپ یہاں آئے، دائرہ میں سخت فقر وفاقہ تھا۔ بی بی لوامریمؓ کی والدہ اور بھائی ملک شرف الدینؒ کو جب یہاں کے سخت فقر وفاقہ کی خبر ہوئی تو انھوں نے بی بی لوامریمؓ کی دایہ کے ہمراہ، نقدی اجناس اور کپڑے وغیرہ روانہ کئے۔ اس کے علاوہ حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؓ اور بندگی ملک حمادؓ کے لئے بھی علحدہ علحدہ فی سبیل اللہ، بنامِ خدا، فتوح روانہ کی۔ دایہ جب دائرہ کو پہنچی تو اسی جگہ آئی جہاں بندگی ملک حمادؓ اور ان کی بیوی بی بی لوامریمؓ ٹھیرے ہوئے تھے، دریافت کرنے پر اس کو معلوم ہوا کہ ملک حمادؓ یہیں رہتے ہیں۔ وہ اندر گئی تو لوامریمؓ ہی سے اس کا سامنا ہوا۔ بی بی لوامریم جو ناز ونعمتوں کی پلی ہوئی تھیں یہاں کے فقر وفاقہ کے باعث، ایسی بدل کر رہ گئی تھیں کہ انہی کی دایہ انھیں پہچان نہ سکی۔ دایہ نے بی بیؓ سے دریافت کیا، بی بیؒ! ملک حماد اور بی بی لوامتا (محبت سے لوامریمؓ بی بی لوامتا پکاری جاتی تھیں) کہاں رہتے ہیں؟ لوامریمؓ نے اپنی دایہ کو پہچان لیا تھا، وہ سمجھ گئیں، صرف مسکرادیں۔ دایہ کی نظر بی بی لوامریمؓ کے دانتوں پر پڑی۔ تب اس نے پہچان لیا کہ یہ تو لوامریم ہیں۔ اس سے رہا نہیں گیا۔ لوامریم کی بدلی ہوئی حالت پر وہ بے قابو ہوگئی اور گریہ وزاری کرنے لگ گئی۔ بی بی لوامریمؓ نے اس کی تفہیم کی، سمجھایا اور کہا کہ رونے کی بات نہیں۔ یہ سب کچھ ہم نے اللہ کی خوشنودی اور رضاجوئی، اس کی محبت اور عشق میں، اس کے تقرب اور دیدار کی خاطر، اپنے دل وجان سے قبول کیا ہے۔" صبر ورضا کی ان باتوں کو سن کر دایہ جب ذرا سنبھلی تو باہر جاکر اونٹ سے سب سامان اُتار لائی اور چاہا کہ توشہ دان سے کچھ بی بی لوامریمؓ کو کھلادے۔ مگر بی بی لوامریمؓ آمادہ نہ ہوئیں اور کہا یہ سب ایسا ہی رہنے دیا جائے، جب ملک حمادؓ باہر سے لوٹ آئیں تو ان کے علم واطلاع کے بعد، اجازت لے کر خرچ کریں گے۔ جب تھوڑی دیر کے بعد بندگی ملک حمادؓ باہر سے آئے۔ تو بی بی نے آیا ہوا سب کچھ لاکر بندگی ملک حمادؓ کے سامنے رکھ دیا اور بتایا کہ والدہ اور بھائی ملک شرف الدین نے بنام خدا بھجوایا ہے۔ بندگی ملک حمادؓ نے وہ سب کچھ حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؓ کے حضور میں پہنچا دیا اور عرض کیا کہ حضرت کو یہ "اللہ نے دیا ہے" قبول فرمائیں۔ حضرت صدیقِ ولایتؓ نے ایک سویت، بندگی ملک حمادؓ کو دی جو غالباً ایک ڈبیہ تھی، باقی مال میں سے تھوڑا سفرِ حج کے ضمن رکھ چھوڑا اور بقیہ تمام مال واسباب دائرہ والوں میں برابر برابر سویت کے حکم کے تحت تقسیم کردیا۔

Goto Main List

فقر وفاقہ سے شہید ہونے والوں کو دفن کرنے پر مالکِ زمین کا پہلے معترض ہونا اور بعد میں تصدیقِ مہدیؑ سے مشرف ہوجانا

روایت ہے کہ فقر وفاقہ سے شہید ہونے والے واصلانِ خدا کو حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ، حاملِ بارِ امانتؓ، دائرہ سے قریب اُفتادہ زمین میں دفن کرتے تھے۔ چند دنوں بعد مالکِ زمین، حضرت کے پاس حاضر ہوکر معترض ہوا اور کہا کہ آپ کے لوگ، میری زمین میں، ہر روز مُردوں کو دفن کیا کرتے ہیں اور میری زمین کا ایک بڑا حصّہ، قبروں سے پٹ گیا ہے۔ آپ انھیں منع کر دیجئے۔" حضرت صدیق ولایتؓ نے جواب دیا، "تمہیں اجازت ہے، اگر کہیں لاش گڑی ہوئی پاؤ تو زمین سے نکال باہر کرو۔" مالکِ زمین کو پورا یقین تھا کہ مردے دفن کئے گئے ہیں مگر حضرت صدیق ولایتؓ کے اس ارشاد پر اس نے بہت حیرت کی، اُس پر ضد سوار ہوئی، جاکر اُس نے جا بجا کھدوایا مگر کہیں بھی کوئی لاش برآمد نہیں ہوئی۔ سخت نادم ہوکر حضرت صدیق ولایتؓ کی جناب میں حاضر ہوا۔ عرض کی کہ حقیقت تو ایسی ہی ہے کہ بہت سی لاشیں دفن کی جاتی ہوئیں دیکھی گئیں، مگر اب کسی ایک کا بھی پتہ نہیں مل رہا ہے۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ راہِ خدا میں اس طرح جانیں دیتے ہیں، زمین کی طاقت نہیں کہ اُنھیں اپنی آغوش میں روک رکھے، ان کو بندہ اس ہاتھ دیتا ہے، خدا اُس ہاتھ لیتا ہے۔" مالکِ زمین کے دل پر اس واقعہ کا ایسا اثر ہوا کہ وہ تصدیقِ مہدیؑ سے مشرف ہوا، اور اپنی بات پر معافی چاہی۔

حضرت صدیق ولایتؓ کا حج کے لئے مکۂ معظمہ کا سفر کرنا

روایت ہے کہ حضرت صدیق ولایتؓ نے چند دنوں کے بعد بر بنارِ اجازتِ ارواحِ خاتمین علیہما السلام و بحکمِ الٰہی جب حج کے لئے مکہ معظمہ کا ارادہ فرمایا تو دائرہ کا انتظام حضرت بندگی ملک حمادؓ کے حوالے کیا۔ روانگی کے وقت تمام دائرہ والوں کو اس طرح نصیحت اور وصیت فرمائی کہ " صبر اور تسلیم ورضا پر اُسی طرح مستقل اور ثابت قدم رہو جس طرح کہ اب تک دیکھتے آرہے ہو۔" اس کے بعد آپؓ مکہ معظمہ کے لئے روانہ ہوگئے۔ حج کے بعد آپ بندر جیول[1] ہی کو واپس تشریف لائے۔

[1] دوسری ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت صدیق ولایتؓ موضع سلطان پور کے دائرے سے حج کے لئے تشریف لے گئے۔ (فقیر سید محمد غفرلہٗ)۔

Goto Main List

حضرت صدیق ولایتؓ کے دائرہ کے فقراء کی باطنی قوت

"بندر جیول" ہی میں ایک بوڑھی عورت، حضرت صدیق ولایتؓ کی خدمت میں آئی اور عرض کیا کہ" اس کا لڑکا، کئی برس سے گم ہے۔ آپ دُعا فرمائیے کہ وہ جلد مجھ سے آملے"۔ حضرت صدیق ولایتؓ نے اپنے دائرہ کے فقیر ابراہیمؒ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے، بوڑھی عورت سے ارشاد فرمایا" اُس فقیر ابراہیمؒ کے پاس جا، اور اپنا حال سُنا۔ بس وہ عورت گئی اور اپنا حالِ زار کہہ سُنایا۔ فقیر ابراہیمؒ نے کہا" جب خزانہ کے مالک کا حکم ہے تو کنجی والا کیوں بخیلی کرے۔ کہا، کہ جا، تیرا لڑکا بحکمِ خدا، تجھے گھر میں مل جائے گا۔ جب وہ گھر آئی تو اپنے لڑکے کو وہاں موجود پایا۔ سخت حیرت میں آئی۔ لڑکے سے پوچھا، بیٹا! اتنے دنوں سے کہاں تھا، اب کیسے آگیا؟ جواب دیا، بہت دُور کسی دوسرے ملک میں تھا۔ اس وقت بازار میں تھا، اچانک تیز ہوا چلی، آنکھیں بند ہوئیں۔ اس کے بعد کا حال مجھے معلوم نہیں۔ جب آنکھیں کھلیں تو میں نے خود کو یہاں پایا۔

فیض بخشی اور آپؓ کی بڑھتی ہوئی مقبولیت کو دشمنانِ دین نے کچھ اور نام دیا اور بندر جیول سے آپ کا اخراج کرایا گیا، جہاں سے آپ نے قصبۂ مندل کو ہجرت فرمائی۔

فصل (۳)

قصبۂ مندل میں حضرت صدیق ولایتؓ سے بیانِ قرآن سننے کے بعد، ملک یعقوبؒ اور ملک اسماعیل کاکریجی کے ساتھی، پورے ارکانِ قافلہ کا، تصدیقِ مہدیؑ سے مشرف ہونا:-

قصبۂ مندل میں، ملک یعقوب و ملک اسماعیل کاکریجی کے ساتھ، قافلہ کے سبھی ارکان حضرت مہدی موعود علیہ السلام کی تصدیق سے مشرف ہوئے۔ یہ دونوں بھائی شریف الخاندان، صاحب مال وجاہ تھے اور کاکریج کے متوطن تھے۔ ان کی والدہ، ہر قسم کی تیاری کے ساتھ، ان دونوں کی شادی کی تکمیل کے ارادہ سے کاکریج سے انھیں اپنے ساتھ، اس شہر کو لے جا رہی تھیں، جہاں کی لڑکیوں سے ان کی نسبتیں طے ہو چکی تھیں۔ ان کے ساتھ قرابتداروں کی خاصی تعداد بھی شریکِ قافلہ تھی۔ اثنائے راہ میں قصبۂ مندل واقع تھا۔ اور اس وقت یہاں حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؓ اپنے متبعین کے ساتھ دائرہ میں قیام پذیر تھے۔ ملک یعقوبؒ اور ملک اسماعیل کی والدہ نے مندل میں جب عارضی طور پر سفر منقطع کر کے قیام کیا تو انھوں نے سُنا کہ حضرت امام آخر الزماںؑ کی

Goto Main List

اتباع کرنے والوں کی ایک جماعت یہاں پر ہے جس کے زہد وتقویٰ اور توکل کا درجہ بیان کی حدوں سے بہت آگے ہے۔ پس ملک یعقوب و ملک اسماعیل نے بصد اشتیاق، ملاقات کا ارادہ کیا اور اُس فقیرانہ دربار میں حاضر ہوئے۔ عصر کی نماز کا وقت تھا، حضرت صدیق ولایت رضؓ بیانِ قرآن فرما رہے تھے۔ یہ دونوں بھائی خود بھی ایک طرف بیٹھ گئے اور پورے انہماک کے ساتھ بیانِ قرآن سُنا۔ حضرت صدیق ولایت رضؓ کے بیانِ قرآن نے ان پر ایسا بہترا اثر کیا کہ وہ بیانِ قرآن ختم ہوتے ہی حضرت صدیق ولایت رضؓ سے ملے اور تصدیقِ مہدیؑ سے مشرف ہوگئے۔ بیانِ قرآن کے ان کے دلوں پر کچھ ایسا اثر ہوگیا تھا کہ ان کے دلوں پر دُنیا سرد ہوگئی، انھوں نے ترکِ دنیا کر کے حضرت صدیق ولایت رضؓ کی صحبت میں رہ جانے کا فیصلہ کرلیا۔ والدہ کو ان دونوں نے کہلوادیا کہ، اب شادی کے لئے چلنے کا ارادہ نہیں ہے۔ زندگی کا مقصد ہمیں یہیں مل گیا ہے۔ والدہ اور قافلہ کے دوسرے ارکان بھی آملے اور انھوں نے بھی اپنے ہر چھوٹے اور بڑے کے ساتھ حضرت مہدی علیہ السلام کی تصدیق کرلی۔

حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایت رضؓ نے چند دنوں بعد اپنی صاحبزادی بی بی ہدنجی رحؒ کا عقدِ نکاح ملک اسماعیل رحؒ سے کردیا۔ یہ دونوں بھائی حضرت صدیق ولایت رضؓ کے ساتھ جنگِ بدرِ ولایت میں (جس کی تفصیل آگے آرہی ہے) شہید ہوئے۔

قصبہ مندل میں کچھ عرصہ قیام کے بعد دشمنانِ دین نے وہاں سے بھی اخراج کرایا جہاں سے آپ رضؓ بھولارہ تشریف لائے۔

بھولارہ کے قیام کے دوران آپ نے کئی طالبانِ حق کو حق تعالیٰ تک پہنچایا۔

بھولارہ سے اخراج کے بعد، حضرت صدیق ولایت رضؓ جالور تشریف لائے۔

فصل (۴)

ترکِ دنیا کئے ہوئے لوگ، اگر مالداروں کے گھر جاتے تو حضرت صدیق ولایت رضؓ ناراض ہوجاتے

جالور میں حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایت رضؓ کا قیام چند سال رہا ہے۔ حضرت صدیق ولایت رضؓ کے دائرہ کے رہنے والے فقراء اور مہاجرین کے رشتہ دار پٹن یا دوسرے مقامات پر رہا کرتے تھے جو حضرت مہدی علیہ السلام

کے موافقین تھے۔ کبھی کبھی یہ لوگ اپنے گھر والوں کے ساتھ دائرہ میں ان فقراء ومہاجرین کے پاس آکر رہا کرتے اور اللہ کی راہ میں ان پر خرچ کیا کرتے۔ اور جب دائرہ کے فقراء اپنے مالدار رشتہ داروں کے گھر جاتے تو حضرت صدیق ولایتؓ، زجر و توبیخ کرتے اور یہ آیت شریفہ تلاوت فرماتے[1]؛ یاایُّھا الذین اٰمنوا لا تتخذوا اٰباءکم واخوانکم اولیاء ان استحبّوا الکفر علی الایمان ومن یتولھم منکم فاولٰئك ھم الظّٰلمون الخ یعنے اے ایمان والو! اپنے باپ دادا اور اپنے بھائیوں کو اگر وہ کفر کو ایمان پر ترجیح دیں تو دوست نہ بنا رکھو اور تم میں سے جو کوئی ان سے دوستی کر رکھے گا تو وہ بھی انھی ظالم لوگوں میں (شمار) ہوگا۔

دائرہ سے نکل کر مالدار لوگوں کے گھروں کو جانا چونکہ روش اور تعلیمات حضرت امام علیہ السلام کے خلاف تھا۔ اس لئے حضرت صدیق ولایتؓ انھیں منع کرتے اور اپنی ناراضگی سے بروقت آگاہ فرمادیتے تھے۔ چنانچہ فقراء آئندہ کے لئے اس کے پابند ہوجاتے تھے۔

ترکِ دنیا لئے ہوئے لوگ اگر موافقین کے گھروں پر جاکر کچھ طلب کریں تو انھیں دینے سے حضرت صدیق ولایتؓ نے منع فرمایا

بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ نے باڑی وال کے قبیلہ والوں اور بعض دوسرے موافقین کو بھی منع کردیا اور فرمادیا تھا کہ ترکِ دنیا کردینے کے بعد "فتوح" یا "فی سبیل اللہ کچھ حاصل کرنے" کے لئے اگر یہ لوگ تمہارے گھروں کو آتے ہیں تو تم انھیں کچھ بھی نہ دیا کرو۔" انھوں نے عرض کیا کہ ہم کیا کریں؟ وہ لوگ ہم کو مجبور کرتے اور اصرار کرکے حاصل کرتے ہیں۔" بندگی میاں رضی اللہ عنہ نے فرمایا، تم ان کو جو کچھ دیتے ہو وہ دراصل ان فقراء کا حق ہے جو خدا پر نظر رکھے ہوئے، اپنی ہی جگہ خود کو روک رکھے ہوتے ہیں، جنھوں نے خود کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں قیدی بنا رکھا ہے وہ کہیں جاتے آتے نہیں اور لوگوں سے اصرار کرکے مانگا نہیں کرتے۔

حضرت صدیق ولایتؓ سے حضرت مہدی موعودؑ کی صاحبزادی بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کا عقدِ نکاح۔

اسی ہجرت کے دوران حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایت رضی اللہ عنہ کا بہ عمر (۳۳) سال دوسرا عقدِ نکاح، حضرت مہدی علیہ السلام کی دوسری صاحبزادی بی بی فاطمہؓ سے سنہ ۹۲۰ھ کے اواخر یا سنہ ۹۲۱ھ کے اوائل میں ہوا،

---

[1] التوبہ ۹ آیت ۲۴

Goto Main List

جبکہ بی بی فاطمہؓ کی عمر (۴۵) سال تھی۔ (آپ اپنے پہلے شوہر ملک برہان الدینؓ کے، جن سے احمد آباد میں حضرت مہدی علیہ السلام نے ۹۰۳ھ میں آپ کی شادی کر دی تھی، ۹۱۵ھ میں بقضائے الٰہی انتقال کرنے پر، بیوہ ہوگئی تھیں)۔[1]

خاتم سلیمانی کے مصنفؒ نے لکھا ہے کہ:

"حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ کے ساتھ بی بی فاطمہؓ کا عقدِ نکاح، حضرت ثانی مہدیؓ کے حضور میں ہوا؟ یا آپؓ کی رحلت ۹۱۹ھ یا ۹۲۰ھ کے بعد ہوا؟ یہ بات صحت کے ساتھ معلوم نہ ہوسکی، البتہ اغلب یہی ہے کہ حضرت ثانی مہدیؓ کی رحلت کے بعد ہوا ہے۔"[2]

روایات کے بموجب خدائے بزرگ و برتر نے حضرت صدیق ولایتؓ کو بی بی فاطمہؓ کے بطن سے، حضرت سید محمود عرف سیدنجی خاتم المرشدینؓ جیسا فرزند نامور ۹۲۱ھ میں عطا فرمایا (دفتر شاہ برہانؒ)۔

نیز یہ کہ حضرت سید محمود سیدنجی خاتم المرشدینؓ کی پیدائش، جالور ہیں ہوئی۔ (مطلع الولایت)۔

روایات سے ثابت ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کی روح مبارک کے تاکیدی اشارہ کی بنا پر حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ کے "پیامِ نکاح" روانہ کرنے پر اور اماناً کی روح مبارک ہی سے ہدایت ملنے پر بی بی فاطمہؓ نے اس "پیام" کو قبول فرمایا اور اس نکاح کا انعقاد ہوا۔ اس وقت حضرت صدیق ولایتؓ کی پہلی حرم محترم بی بی عائشہؓ موجود تھیں۔ بندگیاںؓ کی ہر دو شادیوں میں سوائے سادگی کے کچھ بھی نہ تھا۔[3]

حضرت صدیق ولایتؓ کا استغراق بحق تعالیٰ

روایت ہے کہ حضرت صدیق ولایتؓ ہمیشہ مستغرق بحق رہتے تھے اور ضرورت کے وقت اس عالم کی طرف توجہ فرماتے تھے۔ چنانچہ آپ نے جالور ہی میں ایک بار ارشاد فرمایا:-

"بندہ کو حق کی جانب محبت اس طرح کھینچتی ہے کہ بندہ کو (وجود میں) ٹھیرنے نہیں دیتی۔"

---

[1] حضرت بی بی خونذا فاطمہؓ کا پہلا عقدِ نکاح حضرت مہدی علیہ السلام نے ملک برہان الدین باڑی وال (بقولے بتیانی) سے احمد آباد میں کیا تھا، جن سے ملک خلیل محمدؒ پیدا ہوئے۔ ملک برہان الدین کا انتقال ۹۱۵ھ میں ہوا۔ (خاتم سلیمانی گ ۵۔ ب)۔ [2] خاتم سلیمانی گ ۶ چا۔ [3] حاشیہ شریف۔

Goto Main List

دوسری روایت اس طرح کی گئی ہے کہ آپؓ نے فرمایا :-

"بندہ ہر وقت اسی عالم (فنائیت) میں رہتا ہے اور ضرورت کے وقت اپنے آپ کو اس دنیا (وجود) میں کھینچ کھینچ لاتا ہے"۔ ؎۱

یعنے آپؓ کو اللہ تبارک و تعالیٰ سے ایسی محبت اور عشق ہے کہ آپ ہر وقت حق کے ساتھ مشغول اور مستغرق رہتے ہیں اور ضرورت کے وقت جب آپ اس عالم کی طرف توجہ فرماتے ہیں تو محبت اور عشقِ الٰہی آپؓ کو اِس عالم (وجود) میں ٹھیرنے نہیں دیتے۔ چنانچہ آپ فوراً حق کے ساتھ "مشغولیت کی حالت کی طرف لوٹ جاتے ہیں۔

حضرت صدیق ولایتؒ کا استغراق بحق محیّر العقول ایک واقعہ

حضرت صدیق ولایتؒ ایک روز، اپنے حجرے میں ذکرِ الٰہی کے دوران مشغول بحق تھے۔ عصر کی نماز کا وقتِ آخر ہوگیا۔ آفتاب غروب ہونے کو تھا۔ حضرت حجرے سے باہر تشریف لائے، وضو کے لئے پانی اور مسواک طلب فرمایا۔ کسی نے عرض کیا، آفتاب غروب ہونے کو ہے، حضرت نے آفتاب کی طرف ہاتھ اونچا کرکے اشارہ فرمایا، بس آفتاب ؎۲ بلند ہوگیا۔ فرمایا کہ آفتاب کہاں غروب ہورہا ہے ؟ ـــ اس حیرت ناک واقعہ کو لوگوں نے اچھی طرح دیکھا۔ حضرت صدیق ولایتؒ نے عصر کی نماز ادا کی اور کچھ دیر بعد آفتاب غروب ہوگیا۔

گجرات کے مخالف علماء کا "مناظرہ" کے لئے یکجا جمع ہونا اور اپنے ارادہ سے واقف کرانا۔ آمادگی ظاہر ہونے اور حضرت صدیق ولایتؒ کی استدلالی قوت کے اندازہ ہی سے فرار اختیار کرنا

روایت ہے کہ حضرت صدیق ولایتؓ جالوری میں قیام رکھتے تھے۔ بیرم گاؤں سے فتح خاں وزیر نے ایک روز حضرت صدیق ولایتؒ کے پاس اپنے آدمیوں کو بھیج کر کہلایا کہ نہروالہ، سانچور، رادھن پور اور بیرم گاؤں کے علماء اس جگہ جمع ہوئے ہیں اور آپ کی خدمت میں وہ سب حاضر ہورہے ہیں تاکہ حضرت سید محمد مہدی موعود علیہ السلام کے بارے میں تحقیق کریں اور بحث و مناظرہ کریں۔ جوں ہی آپ کو یہ خبر ملی، جواباً آپؓ نے اپنی آمادگی کا اظہار فرمایا پھر دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے ساتھ آپس میں بات چیت کرکے یہ طے کرنا چاہا کہ بحث کے وقت

؎۱ مخزن الولایت ؎۲ خاتم سلیمانی گ ۶ چ ۱۔

Goto Main List

تمام صحابہ ایک ساتھ بات چیت، بحث یا مناظرہ نہ کریں بلکہ کسی سوال کا جواب، ہم میں سے کوئی ایک ہی شخص ادا کرے۔ مثلاً جب کوئی سوال کرنے والا یہ سوال کرے کہ آپ نے کس طرح جانا کہ میراں سید محمد مہدی موعودؑ حق ہیں؟ تو کوئی ایک ہی صاحب اس کا جواب دیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ ہمارے درمیان میاں شاہ نظامؓ، فصیح اللّسان اور فصیح البیان ہیں، لہٰذا وہی جواب دیں۔ پھر میاں شاہ نظامؓ سے تبادلۂ خیال کے طور پر پوچھا، "لیکن آپ کس دلیل سے جواب دیں گے؟" بندگی میاں شاہ نظامؓ نے فرمایا، حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کی احادیث سے بندہ جواب دے گا۔" تب حضرت صدیق ولایتؓ نے کہا" وہ ایک حدیث پڑھے گا اور آپ دو حدیث پڑھیں گے پھر وہ چار حدیث پڑھے گا اور احادیث میں کثرت سے اختلاف ہے۔ حدیث سے بات قطعیت کے ساتھ ثابت نہیں ہوسکتی۔ پھر آپؓ نے بندگی میاں شاہ نعمتؓ سے مشورہ کیا اور جاننا چاہا کہ وہ کس عبارت سے دلیل دیں گے؟ بندگی میاں شاہ نعمتؓ نے فرمایا "بندہ ایک آیت اور ایک حدیث پڑھے گا، اگر سمجھ جائے تو ٹھیک ہے ورنہ تلوار سے کام لے گا۔" حضرت صدیق ولایتؓ نے کہا درست ہے، بندہ مصدّق ہے، بندہ کے لئے تو یہ حجت و دلیل کافی ہے مگر وہ مدعی ہے، ایک آیت اور ایک حدیث سے کس طرح وہ سمجھ لے گا؟ پھر حضرت صدیق ولایتؓ نے بندگی میاں شاہ دلاورؓ سے تبادلۂ خیال کیا، حضرت شاہ دلاورؓ نے فرمایا، بندہ خدا کی دی ہوئی معلومات سے جواب دے گا۔ حضرت صدیق ولایتؓ نے کہا، بندہ مصدق ہے، بندہ کے لئے یہ حجت بہت کافی ہے۔ مگر وہ مدعی ہے، خدا کی طرف سے دی ہوئی معلومات کے تحت دیئے گئے جواب کو وہ کیونکر مان لے گا؟ پھر آپؓ نے میاں ملک جیؓ سے مشورہ فرمایا، میاں ملک جیؓ نے فرمایا کہ بندہ تمثیلات سے حضرت مہدی علیہ السلام کی ذاتِ اقدس کے "برحق" ہونے کو ثابت کرے گا۔ حضرت صدیق ولایتؓ نے کہا، ہاں! بندہ مصدق ہے، اس کو تسلیم کرتا ہے، مگر منکر کس طرح تسلیم کرلے گا؟ تب میاں ملک جیؓ نے فرمایا، آپ کونسی دلیل سے ثابت کریں گے؟ فرمایئے۔ پس حضرت صدیق ولایتؓ نے فرمایا چونکہ آپ تمام بھائی صاحبان ہمارے بزرگ ہیں، اگر ہم کو حکم دیں تو جواب عرض کروں۔ تب سبھی صحابہؓ نے کہا، ہم سب کہتے ہیں، اب آپ بتائیں کہ کس دلیل سے ثابت کریں گے؟ پس حضرت صدیق ولایت نے فرمایا ہمارے خوندکار حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے صدقہ سے، تمام قرآن اور قرآن کے ایک ایک حرف یعنی "الف" سے "س" (الحمد کے الف اور والناس کے س) تک ہمارے خوندکار حضرت مہدی علیہ السلام کی ذات کے "حق" اور صحیح

ہونے کو یہ بندہ ثابت کرے گا[1]

یہی روایت، انتخاب المو الید کے باب یازدہم میں بھی عبارت کے قدرے فرق کے ساتھ مذکور ہے[2]۔

اِدھر یہ بات چیت اور مشورہ ہوکر مخالف علماء سے بحث اور مناظرہ کرنے کو قطعیت دی گئی، مگر فتح خاں وزیر کی دی گئی اطلاع کے مطابق، علماء بحث کے لئے نہیں آئے[3]۔ انھیں حضرت صدیق ولایتؓ کی استدلالی قوت کا اچھا اندازہ تھا، اس لئے مناظرہ اور مباحثہ سے گریز کیا۔ انھیں اس بات کا احساس بھی تھا کہ وہ، آپؓ سے بحث میں کامیاب نہ ہوسکیں گے بلکہ بحث کی صورت میں انھیں "حق" کو قبول کرلینا پڑے گا اور وہ ایسا نہیں چاہتے تھے۔ پس بحث کے لئے اطلاع کروانے کے باوجود، خود انھوں نے راہِ فرار اختیار کرلی۔

صحابہؓ اور مہاجرینؓ کا حضرت صدیق ولایتؓ کے "فضل" کو قبول کرنا اور آپ سے بیعت کرلینا

کہتے ہیں کہ اس رائے اور مشورہ کے بعد ہی اکثر مہاجرین کرامؓ نے حضرت صدیق ولایتؓ کی "فضیلت" پر اتفاق فرمایا حضرت بندگی میاں شاہِ دلاورؓ نے فرمایا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم کو "قرآن" سے فضل ہے اور حضرت میراں سید محمد مہدی موعود علیہ السلام کو قرآن کے "بیان" سے فضل ہے اور مہدیؑ کے ہم اصحاب میں اس قسم کا "بیانِ قرآن" خدائے تعالیٰ نے جس کو (میاں سید خوندمیرؓ کو) عطا فرمایا ہے۔ اُس کے لئے یہی "عین فضل" ہے۔ وہ افضل واکرم ہے[1]۔ چنانچہ حضرت بندگی میاں شاہِ دلاورؓ نے، دوسرے اکثر صحابہؓ اور مہاجرین کرامؓ کے ساتھ، حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ سے فضیلت کی بیعت کی۔

چنانچہ دفتر اول میں حضرت شاہ برہانؒ نے نقل متواترہ میں ان گرامی اسماء کا ذکر کیا ہے۔ حضرت بندگی میاں شاہ نظام وحدت آشامؓ، حضرت بندگی میاں شاہ دلاورؓ، حضرت بندگی میاں سید امین محمدؓ، حضرت بندگی میاں سید یوسفؓ، حضرت بندگی میاں بھائی مہاجرؓ، حضرت بندگی میاں نظام غالبؓ، حضرت بندگی میاں ملک جیو ابنِ خواجہ طٰہؓ[1] و بندگی میاں ملک محمودؓ و بندگی میاں خوند ملک وغیرہ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

---

[1]، [3] تاریخ سلیمانی، گ ۶ چ ۱

[2] انتخاب المو الید ۱۱، انصاف نامہ باب ہفدہم ۱۷، خاتم سلیمانی گ ۶، چ ۱۔

Goto Main List

واضح ہو کہ مباحثہ کے لئے علمار مخالف کی طرف سے مذکورہ اطلاع کوئی نیا واقعہ نہیں تھا بلکہ اس سے پہلے اور اس کے بعد بھی تبلیغ دینِ حقہ کے ضمن، مخالف علماء اور مشائخین سے، حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایت رضی اللہ عنہ، کے کئی مباحثے ہوئے ہیں، جن میں آپ نے ان کی بحثوں کے ایسے جوابات دیئے کہ انھیں ہر ہر موقعہ پر حضرت صدیق ولایتؓ کے مقابل سکوت اور خاموشی ہی اختیار کرنی پڑی، اُن پر حضرت صدیق ولایتؓ کے تبحّرِ علمی کی دھاک بیٹھ گئی۔ بعض ایسے مواقع بھی آئے کہ جب حضرت صدیق ولایتؓ خود ان کے اجتماعات، مساجد وغیرہ میں پہنچ جاتے تو وہ آپؓ کو دیکھتے ہی آپس میں اشارے کرتے اور کہہ لیتے کہ "سید خوندمیر آگئے، ان سے بحث کر کے، اپنے برحق کی قبولیت کو لازم کر لینا مناسب نہیں ہے۔ پس یہاں سے جلد بھاگو[1]" چنانچہ وہ علماء اور مشائخین بھاگ جاتے۔

حضرت صدیق ولایتؓ کا علم کسی سے حاصل کیا ہُوا نہیں بلکہ خدائے تعالیٰ کا عطا کیا ہوا تھا۔

روایت ہے کہ آپ کی خصوصیات میں ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ آپ نے علم کا حصول یا اس کی باضابطہ تعلیم، کسی سے بھی حاصل نہیں کی تھی۔ خدائے تعالیٰ نے آپ کو یہ علم اس طرح عطا فرمایا تھا کہ جس کسی عالم سے علمی مباحثہ ہوتا تو آپ اس کو ایسا خاموش کر دیتے کہ باضابطہ علم سے مزیّن ہونے کے باوجود اس کے پاس جواب نہ ہوتا۔

ایک مرتبہ میاں یوسفؒ اور میاں تاج محمدؒ سے علم کے حصول اور علمی قواعد کے تعلق سے آپؓ کی بات چیت ہوئی، جس کے دوران حضرت صدیق ولایتؓ نے "علم نحو کے مشکل ترین سوالات کے جوابات' علمی قواعد کے تحت انھیں سنائے۔ یہ دونوں اپنی اپنی جگہ سخت حیران ہو گئے اور کہہ اٹھے کہ میاں سید خوندمیرؓ! آپ کا یہ علم کسی سے سیکھا ہوا نہیں ہے بلکہ خدائے تعالیٰ کا عطا کردہ ہے[2]

جالور سے ہجرت کر کے حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ پیران پٹن تشریف لائے اور اقامت اختیار فرمائی۔

---

[1] چنانچہ روایت کے الفاظ یہ ہیں "زود بگریزید" یعنے جلد بھاگو۔

[2] انتخاب المواليد باب۱۱۔

Goto Main List

پٹن کے عالم ملّا شہ میر سے حضرت صدیق ولایتؓ کا مباحثہ ہونا بعدِ مباحثہ حضرت صدیق ولایتؓ کے علم و عرفان کا قائل ہو جانا

روایت ہے کہ کسی جمعہ کے روز پٹن میں ملّا شہ میر سے ملاقات اور تبلیغ کی خاطر حضرت صدیق ولایتؓ، جامع مسجد کو تشریف لے گئے تھے۔ آپ ایسے وقت پہنچے جبکہ ملّا شہ میر جو شہر کے اکثر علماء کا اُستاد تھا اپنے شاگردوں کی ایک بڑی جماعت کو درس دے رہا تھا۔ درس کے دوران وہ کسی آیتِ قرآن کے ضمن، شاگرد کی تفہیم کر رہا تھا مگر ملّا مذکور کی تفہیم سے شاگرد کی تسلی نہیں ہو رہی تھی۔ حضرت صدیق ولایتؓ اپنے فقراء کی جماعت کے ساتھ وہیں تشریف رکھے رہے۔ ملّا شہ میر ایک تو یہ کہ حضرت صدیق ولایتؓ کو پہچانتا نہ تھا دوسرے یہ کہ وہ اپنے شاگرد کو آیتِ قرآنی کے سمجھانے میں منہمک بھی تھا اس لئے اس نے آپ کی طرف خاطر خواہ توجہ نہ کی۔ ملّا مذکور کی تفہیم حضرت صدیق ولایتؓ نے بھی سنی۔ کچھ دیر کے بعد حضرت صدیق ولایتؓ نے ملّا مذکور کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اگر اجازت ہو تو بندہ آپ کے شاگرد کی تسلی کر دے گا۔ ملّا شہ میر نے اپنی تفہیم کو روکتے ہوئے تعجب کے ساتھ حضرت صدیق ولایتؓ سے کہا کہ "ٹھیک ہے تسلی کرا دو، اس سے بہتر اور کیا بات ہو سکتی ہے"۔ بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ نے فرمایا قرآن میں ربط ہے۔ اُوپر کی آیت سے معنی دیکھنا چاہئیے تاکہ مشکل حل ہو جائے"۔ پھر آپؓ نے شاگرد سے فرمایا "اُوپر کی آیت پڑھو"۔ جب اس نے اُوپر کی آیت پڑھی تو آپ نے اس کے معانی بیان فرمائے جس سے شاگرد اور اُستاد دونوں ہی کی تسلی ہو گئی۔ ملّا بہت خوش ہوا اور پوچھنے لگا کیا "آپ سید خوندمیرؓ تو نہیں؟ بندگی میاں نے فرمایا ہاں، بندہ ہی سید خوندمیر ہے"۔ اب ملّا شہ میر، بندگی میاںؓ کی طرف متوجہ ہو گیا اور "مہدویت" کے بارے میں بحث و گفتگو کرنے لگا۔ اس نے کہا، آپ ایسے صاحبِ فراست اور عرفان والے ہو کر امیر سید محمد کی مہدیت کو کیونکر قبول کرتے ہو؟ حضرت صدیق ولایتؓ نے جواب دیا، اس لئے ہم نے قبول کیا کہ حضرت سید محمدؑ کی ذات کو ہم نے مخبرِ صادق حضرت محمد مصطفےٰؐ کی تمام صفات سے متصف پایا۔ کیونکہ ثبوتِ مہدیت کے لئے مہدی کا اخلاقِ انبیاء سے متصف ہونا ہی "دلیلِ قطعی" ہے۔ ملا شہ میر نے اپنا خیال ظاہر کیا کہ اس کے لئے تو "دلیلِ قطعی" معجزہ ہے۔ پس امیر سید محمدؑ کا کوئی معجزہ بیان کیجئے تاکہ ان کے تعلق سے آپ

انتخاب المواليد باب ۱۱

Goto Main List

کی تحقیق کو درست مانا جائے"۔ حضرت صدیق ولایتؓ نے ملّا مذکور سے مکرر غور کے بعد کہنے کی خواہش کی اور فرمایا "معجزہ تو سحر (جادو) سے مشابہت رکھتا ہے، اس لئے وہ" دلیلِ قطعی" نہیں ہوتا۔ دلیلِ قطعی تو نبوت کے اخلاق ہیں کیونکہ ان میں کسی قسم کے شبہ یا گمان کی گنجائش نہیں ہوتی۔ اور وہ قطعیت اور یقین کا باعث ہوتے ہیں"۔ یہ سن کر ملّا مذکور لاجواب ہو گئے اور اس بحث کو چھوڑ کر، دوسری اس بحث کی طرف رُخ کیا اور کہا "سنا جاتا ہے کہ آپ لوگ، دنیا کے اندر ہی، اللہ تعالیٰ کے دیدار کو ممکن اور جائز سمجھتے ہیں؟" حضرت صدیق ولایت نے فرمایا "ہاں بالکل صحیح ہے۔" پھر حضرت صدیق ولایتؓ نے دلائل قطعی اور اپنی بلیغ تفہیم کے ذریعہ، اللہ تعالیٰ کے فضل سے ملّا شہ میر کے جواب میں، دنیا کے اندر ہی اللہ تعالیٰ کا دیدار ممکن ہونے کو ثابت کیا۔ ملّا مذکور نے کہا، ٹھیک ہے۔ اب اس موضوع کو چھوڑ کر اس نے پھر یہ سوال کیا، اب یہ بتایئے کہ امام مہدیؑ کے سامنے کتنے لوگوں نے خدائے تعالیٰ کو دیکھا تھا؟ حضرت صدیق ولایتؓ نے جواب دیا، "بہت سے لوگوں نے خدائے تعالیٰ کا دیدار کیا"۔ ملّا نے پھر پوچھا: "کیا دو نے دیکھا؟ حضرت صدیق ولایتؓ نے فرمایا، "ان سے زیادہ نے دیکھا"۔ ملّا نے پوچھا "کیا چار پانچ آدمیوں نے دیکھا، یا ان سے بھی زیادہ آدمیوں نے دیکھا؟" حضرت صدیق ولایت نے فرمایا "اس سے بھی زیادہ لوگوں نے خدا کا دیدار کیا اور اِس دنیا میں دیدار سے مشرّف ہوئے ہیں"۔ ملّا نے موضوعِ بحث بدل دیا اور سوال کیا "خیر! فرمایئے کیا آپ نے خود بھی خدا کو دیکھا ہے؟" حضرت صدیق ولایتؓ نے جواب دیا "ہاں! بندہ نے دیکھا ہے"۔ ملّا نے پوچھا "کس طریقے اور کس طرح سے آپ نے دیکھا، بیان فرمایئے"۔ حضرت صدیق ولایت نے فرمایا "جس طرح آپ کو دو آنکھیں ہیں، اسی طرح اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے اس بندہ کے ہر ہر بال کو دو دو آنکھیں عنایت ہوئی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی انہی آنکھوں سے بندہ نے خدا کا دیدار کیا ہے"۔ ملّا شہ میر نے خود پر قابو باقی نہ رکھا اور حضرت صدیق ولایتؓ کے اس جواب پر قسم کھا کر کہنے لگا "اللہ تعالیٰ کے جلال کی قسم! دارالدنیا میں دیدارِ خدا کا بس یہی طریقہ ہے[1] جس کسی کا کہنا یہ ہو کہ اُس نے دارِ دنیا میں اس طرح سے خدا کو دیکھا ہے تو بالکل حق ہے۔

---

[1] دفتر اول شاہ برہانؒ ک ۵، ب

حضرت صدیق ولایتؓ کی بڑھتی ہوئی تبلیغی مساعی اور علماء و حکام کا آپ کے مسلسل اخراج پر اُتر آنا۔

حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ کی بڑھتی ہوئی تبلیغی مساعی کو دیکھ کر علماء سُوء[1] نے اپنی مخالفانہ سرگرمیوں اور ریشہ دوانیوں میں بھی زبردست اضافہ کردیا۔ پیراں پٹن سے اخراج کے بعد آپؓ "واگھیلا" تشریف لانے پر مجبور ہوئے۔ واگھیلا میں ابھی برابر قیام کرنے نہ پائے تھے کہ مخالفت میں شدت برتی گئی جس کی وجہ وہاں پر آپ اور آپ کے دائرہ کے فقراء کے لئے کسی وقت سکون اور اطمینان سے خدا کی عبادت کرنا بھی امرِ محال ہوگیا، اگر کسی نماز کی وہ فرض رکعتیں ایک جگہ پڑھ لیتے تو سنت کی ادائی ان کے لئے وہاں ممکن نہ تھی۔ انھیں اس مقام سے نکلنا اور دوسری جگہ نمازِ سنت ادا کرنا پڑتا۔ اسی کیفیت میں حضرت صدیقِ ولایتؓ کو "واگھیلا" سے بھی ہجرت کرنی پڑی۔ مخالفت کا یہ سلسلہ اب اگلی ہر جگہ رہنے لگا۔ چنانچہ حضرت صدیق ولایتؓ یکے بعد دیگرے کئی اور مقامات (جن کی اجمالی فہرست آٹھویں باب فصل ۱ میں دی گئی ہے) پر اخراج کے بعد جھالاواڑ میں تشریف لاکر قیام پذیر ہوئے۔

حضرت صدیق ولایتؓ کی تبلیغی خدمات، مباحثوں میں آپؓ کی مسلسل کامیابیاں۔ بناء بریں علماء اور حکام کی طرف سے ایذارسانیاں باربار آپؓ کو اخراج کا سامنا کرنا پڑا۔

حضرت صدیق ولایتؓ نے، دینِ حق کی تبلیغ کے لئے مخالف علماء سے بہت سے مباحثے کئے اور ہر بار مخالف علماء کو ہی شکست اٹھانی پڑی۔ ان مباحثوں سے آپؓ کی غرض صرف یہ تھی کہ امامِ آخرالزماں، خلیفۃ الرحمان، خاتمِ ولایتِ مقیدۂ محمدیہ، حضرت سید محمد جونپوری مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی "بعثتِ مبارکہ" اور حضورؑ کے "دعویٰ مہدیت" کی حقانیت کو دلائلِ قطعیہ سے ثابت کیا جائے، چنانچہ ایسا ہی ہوا کرتا۔ آپؓ کے دلائل ایسے ہوتے کہ مخالف علماء کو خاموشی اختیار کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ ہوتا۔ مباحثوں میں شکست اُٹھانے کے بعد یہ علماء آپس میں مشورے کرتے اور حضرت صدیق ولایتؓ کی ان تبلیغی خدمات کو روکنے کے واسطے، بادشاہ وقت سلطان مظفر کے کان بھرتے، اس کے ذریعہ آپؓ کا اخراج کرواتے۔ کسی ایک مقام پر آپؓ کو رہنے نہ دیتے۔ حضرت صدیق ولایتؓ کو علماء اور حکام کی طرف سے ایسے ہر قسم کے جور و ظلم اور ایذارسانیاں

---

[1] علماء سُوء بمعنی بد یا بُرے علماء ۔ اس کا مقابل ہے علماءِ حق یا علماء باللہ۔

Goto Main List

برداشت کرلینا گوارہ تھا، مگر آپ کو یہ قبول نہیں تھا کہ علماء اور حکام کی جانب سے کی جانے والی ان حرکتوں کے باعث اپنی تبلیغی مساعی کے سلسلہ کو روک دیں۔ فرہ سے گجرات کو واپس تشریف لانے کے بعد آپؓ کی یہی کوششیں رہیں کہ امامنا حضرت مہدی موعود علیہ السلام کی "مہدیت موعودہ" کی "حقانیت" سے لوگوں کو زیادہ سے زیادہ واقف کرایا جائے۔ انھیں دینِ حق کو قبول کرنے، دنیا سے دوری اختیار کرنے اور اپنے خالق کی محبت اور اس سے عشق پر ترغیب دی جائے، دعوت الی البصیرت کی جائے اور الحمدللہ کہ اس میں آپ کو بہ طفیل خاتمینؑ، زبردست کامیابی حاصل ہوتی گئی۔ اس تبلیغی و دعوتی سلسلہ کی وجہ، نہ صرف سینکڑوں، ہزاروں بلکہ کئی لاکھ مرد و زن، دائرہ دین میں داخل ہوگئے۔ ان میں اکثر ایسے لوگ ہوئے جنھوں نے دنیا کو خیر باد کہا، ترکِ دنیا کیا اور خدا کے راستے پر ایسے آگے بڑھتے چلے کہ بالآخر، حضرت صدیق ولایتؓ کے صدقہ سے " دیدارِ خدا " سے اسی دارِ دنیا میں وہ مشرف ہوئے۔

علماء کی زیادتیاں، اخراج کے لئے بادشاہ کو تشدد پر اکسانا۔

دینِ حقہ میں اس طرح مخلوق کے دن بدن اضافہ کو دیکھنا علماء سوء کے لئے ممکن نہیں تھا۔ اس لئے انھوں نے دلائل سے تردید کی بجائے اب اپنے ناپسندیدہ طریقوں کو منصوبہ بندی کے ساتھ اختیار و روبہ عمل لانے کی ٹھان لی۔

" جھالاوار" میں تشریف لاکر حضرت صدیق ولایتؓ نے جس زمین پر اپنا دائرہ قائم فرمایا وہ ویران تھی، اس پر کسی بھی قسم کی کاشت نہ کی جاسکتی تھی۔ یہ بالکل بنجر زمین تھی مگر مخالف علماء سے حضرت صدیق ولایتؓ کا یہاں ٹھیرنا بھی گوارا نہ ہوا۔ انھوں نے پھر ریشہ دوانیاں کیں، حکام کو اکسایا اور اخراج کی کوشش کی۔ حضرت صدیق ولایتؓ نے جواب میں فرمایا کہ "یہ زمین ویران ہے، بنجر اور بے فائدہ ہونے کی وجہ بادشاہ کے لئے، کسی کام کی نہیں ہے، اسی لئے ہم یہیں رہیں گے"۔ مقامی حکام کے ذریعہ جب یہ جواب، جستجو میں پڑے ہوئے ان علماء سوء کو معلوم ہوا تو انھوں نے اس سیدھے سادھے سے جواب میں من مانے اضافے کئے، خوب بڑھایا چڑھایا، اس کو کچھ اور ہی رنگ دیتے ہوئے بادشاہ کے پاس نمائندگی کی کہ :

" سید خوندمیر اب یہ چاہتے ہیں کہ یہاں بادشاہی کریں"۔

ان علماء سوء نے حضرت صدیق ولایت رضی اللہ عنہ، کی ذات پر اتہام باندھا۔ بادشاہ کو اس کی سلطنت کے ہاتھ سے نکل جانے کا خوف دلاکر خوب بھڑکایا اور مشتعل کیا۔ اس کو ان علماء کے درپردہ ارادوں اور

عزائم کا صحیح علم اور احساس نہیں تھا ۔ وہ ان کی باتوں پر بھروسہ بھی کرتا تھا ۔ اُس نے سرسری انداز میں اور علما، کے مشوروں پر حکم جاری کردیا کہ حضرت سید خوندمیر صدیق ولایت اور آپ کے دائرہ والوں کو ''جھالاوار'' کی اس ویران و بنجر زمین سے نہ صرف تشدّد کے ذریعہ اخراج کرایا جائے بلکہ ان پر فوج کشی کی جائے اور انھیں قتل کردیا جائے ۔

ملک پیارا میٹھا کا واقف ہوکر، اپنی جاگیر ''کھانبیل'' لے آنا۔

ابھی تعمیل حکمِ شاہی میں فوج کی تعیناتی ہونے نہیں پائی تھی کہ ان باتوں کی خبر ملک پیارا ابن ملک میٹھا بیابانی کو ہوگئی ۔ ملک پیارا ابن ملک میٹھا نے حضرت صدیق ولایتؓ کی بہن بوبوجیؒ بنت امیر سید موسیٰؒ بیاہی گئی تھیں ۔ ملک پیارا ، بادشاہِ گجرات کی دو ہزار اسپی وزارت رکھتے تھے اور کھانبیل ان کی زرخرید کی ہوئی ''جاگیر'' تھی ۔ ملک پیارا میٹھا ان دنوں اپنی جاگیر کھانبیل ہی میں قیام پذیر تھے ۔ حضرت صدیق ولایتؓ کے اُن صاحبزادوں سے جو ان دنوں اپنی پھوپی سے ملاقات کرنے کھانبیل آئے ہوئے تھے جھالاوار کی اس ہونے والی اُفتاد کی خبر بوبوجیؒ کو ہوئی اور بی بی بوبوجیؒ نے ان باتوں سے ملک پیارا میٹھا کو واقف کرادیا ۔ ملک پیارا میٹھا نے جوں ہی یہ سُنا بے چین ہوگئے ۔ سخت تشویش و تردّد کا اظہار کیا، مسلسل ہونے والے اس ظلم پر سخت افسوس کیا، بڑے ہی اضطراب کے ساتھ رات کاٹی اور علی الصبح اپنے سپاہی لے کر جھالاوار روانہ ہوگئے ۔ ان کا خیال تھا کہ حضرت صدیق ولایتؓ کو وہ اپنی جاگیر کھانبیل منتقل کرلیں ۔ چنانچہ جھالاوار پہنچتے ہی وہ بصد محبت و اشتیاق حضرت صدیق ولایتؓ سے ملے، بیانِ قرآن سُنا، اس کے بعد وہاں کے حالات سُنے، دیکھے، پھر حضرت صدیق ولایتؓ کے سامنے اپنے آنے کی غرض ظاہر کی اور بہ ہزار طریقے منّت و سماجت کے بعد مجبور کرکے، حضرت صدیق ولایتؓ اور تمام دائرہ والوں کو اپنی جاگیر کھانبیل منتقل کیا۱؎ غالباً یہ ۹۲۵ھ تھا ۔

حضرت صدیق ولایتؓ کا کھانبیل میں قیام ۔

ملک پیارا میٹھا نے اپنی جاگیر ''کھانبیل'' میں حضرت صدیق ولایتؓ اور آپ کے دائرہ والوں کو لالینے کے بعد حضرت صدیق ولایتؓ اور آپ کے دائرہ والوں کے قیام کے لئے اپنا ایک خانہ باغ لِلّٰہ پیش کیا ۔ حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ اور

۱؎ دفتر اول شاہ برہانؒ ک ۔ ب (فقیر سید محمد غفرلہٗ)

Goto Main List

آپ کے اہلِ دائرہ کے، کھانبیل منتقل کرا دیئے جانے کی کیفیت علماء اور حکام کو یوں تو فوراً ہی مل گئی تھی، چونکہ ملک پیارا میٹھا بادشاہ گجرات کے مقرّبین امراء سے تھے اپنے منصب و جاگیر اور امارت کے باعث وہ کافی اثر و رسوخ بھی رکھتے تھے، ان کی شجاعت اور جوانمردی سے نہ صرف ارکانِ سلطنت مرعوب تھے بلکہ بادشاہ بھی قائل و معترف تھا۔ ملک پیارا میٹھا کے اس طرح آکر حضرت صدیق ولایتؓ اور آپ کے دائرہ والوں کو کھانبیل منتقل کر لینے کی خبر ملنے پر علماء نے اپنی جس پُر تشدد اور جارحیت پر مبنی کارروائی، قتل و خون اور غارت گری کی تیاریاں شروع کروائی تھیں، دھری رہ گئیں اور فی الحال یہ فتنہ دب گیا۔

مگر جارحیت کے ان عزائم و ارادوں سے یہ ظاہر ہوا کہ :

(۱) مخالفین نے حضرت صدیق ولایتؓ کی مخالفت میں، ہجرت پر مجبور کر دینے، بار بار اخراج کرانے، متعدد ایذائیں پہنچانے کے بعد اب یہاں سے قتل و خون اور غارتگری جیسی پُر تشدد اور جارحیت پر مبنی کارروائیوں کو بھی اختیار کرنا شروع کیا۔

(۲) اور غالباً یہی وہ پہلا موقع بھی تھا جبکہ مخبرِ صادق حضرت امامنا مہدی موعود علیہ السلام کی، حوالہ کردہ صفتِ[1] چہارم قاتلوا وقتلوا کی، حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ کی ذات سے تکمیل کے لئے، ظاہری اسباب پیدا ہونے شروع ہو گئے۔

جیسا کہ آگے ہونے والے واقعات اس کا ثبوت پیش کرتے ہیں :

فصل (۵)

مخالف علماء کا حضرت صدیق ولایتؓ سے مباحثہ، اپنے دائرہ کے فقیروں سے کسی بھی نبی کے معجزہ کے اظہار کا ادعا بارہ ہزار پٹھانوں کا حضرت صدیق ولایتؓ سے مرید ہو جانا۔ صدیق ولایتؓ کی اہم علمی و تبلیغی تصنیفات

حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ کے بہنوئی، ملک پیارا بن ملک میٹھاؒ نے چھالا وار سے بہ ہزار منّت و سماجت حضرت صدیق ولایتؓ اور آپ کے دائرہ والوں کو اپنی جاگیر کھانبیل میں لا کر ٹھیرایا،

---

[1] جس کا تفصیلی بیان، باب ۲، فصل ۱۲ میں گزرا۔ فقیر سید محمد غفرلہٗ۔

Goto Main List

اور اُن کے قیام کے لئے اپنا خانہ باغ للّٰہ فی سبیل اللہ پیش کیا۔ علماء اور ملّاؤں کی ریشہ دوانیوں، حکام اور بادشاہ کے جارحانہ، فوج کشی، قتل اور خون کے احکام کو نظر انداز کیا تو اس کا بنیادی سبب یہ تھا کہ ملک پیارا میٹھا جہاں خود زبردست شجاعت کے مالک، عزم وارادہ کے پکّے اور صاحبِ اثر ورسوخ تھے، اور کھانبیل کو انھوں نے اپنے زرِ خاص سے خریدا تھا وہیں بادشاہِ گجرات نے انھیں یہ تیقّن بھی دے رکھا تھا کہ وہ جس کو چاہیں، اپنی جاگیر میں ٹھہرا سکتے ہیں، پناہ دے سکتے ہیں، مہمان رکھ سکتے ہیں۔ اس سلسلے میں بادشاہ کوئی باز پرس نہیں کرسکے گا، بلکہ اس تیقّن کے خلاف کوئی اقدام ہو تو ملک پیارا جیسا چاہیں جوابی اقدام کرسکیں گے۔ اسی لئے ملک پیارا میٹھا نے حضرت صدیق ولایتؓ کے ساتھ ہونے والے ظلم وستم سے تحفّظ کے خیال سے آپؓ کو کھانبیل منتقل کرلیا تھا۔

کھانبیل تشریف لالینے کے بعد حضرت صدیق ولایتؓ کی تبلیغ اور دعوت الی البصیرۃ کا سلسلہ، مخالف علماء اور مُلّاؤں سے مباحثوں کا تسلسل پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گیا۔

حضرت صدیق ولایتؓ کے، سفرِ احمد آباد کے دوران سابھرمتی کے کنارے، علماء نے "مباحثہ" کیا۔

چنانچہ روایت ہے کہ کھانبیل تشریف لانے کے بعد بھی حضرت صدیق ولایتؓ کبھی کبھی احمد آباد[1] تشریف لے جاتے تھے۔ ایک بار آپؓ اپنے چالیس فقراء کی جماعت کے ساتھ احمد آباد تشریف لے جارہے تھے، انہی دنوں موضع سرکھیج میں گنج احمد (غالباً شیخ احمد کھٹو) کا عرس ہورہا تھا۔ اطراف واکناف کے مُلّا اور عالم وہاں جمع ہوگئے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ "سید خوندمیرؓ مل جائیں تو ہم ان سے مباحثہ اور ثبوتِ مہدیؑ پر مباحثہ کریں گے"۔ فقراء کی جماعت کے ساتھ حضرت صدیق ولایتؓ سابھرمتی سے گزر رہے تھے، جوں ہی ان عالموں اور ملّاؤں کو حضرت صدیق ولایتؓ کی احمد آباد میں آمد اور قریب سے گزرنے کی خبر ملی تو انھوں نے اپنے آدمیوں سے کہلوایا کہ ہم آپ سے ثبوتِ مہدیت پر گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت صدیق ولایتؓ یہ سنتے ہی وہیں سابھرمتی ندی کے کنارے، ریت پر ٹھہر گئے۔ اتنے میں ان ملّا اور عالموں کی جماعت بھی وہیں پہنچ گئی۔ انھوں نے حضرت صدیق ولایتؓ سے چند سوالات کئے۔ حضرت صدیق ولایتؓ نے ہر سوال کا معقول

---

[1] خاتم سلیمانی

Goto Main List

اور مدلّل جواب عنایت فرمایا۔ علماء نے جلد ہی محسوس کر لیا کہ ہم بحث و مباحثے سے غلبہ نہیں پاسکیں گے،
آپس میں بات چیت اور مشورہ کے بعد، بحث کا رُخ بدل دیا اور کہا، اچھا آپ ہمیں امیر سید محمد کا کوئی
معجزہ دکھلائیے۔ حضرت صدیق ولایتؓ نے فرمایا ہمارے امام حضرت سید محمد مہدی موعودؑ کے "اخلاق"
حجت ہیں جو خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے اخلاق ہیں۔ جس طرح علماء سلف نے "ثبوتِ
رسالت" میں اخلاقِ نبی صلعم کو حجت کے طور پر پیش کیا تھا، اسی طرح "ثبوت مہدیت" کا انحصار بھی
انہی "اخلاق" پر ہے جو نبی صلعم کے ہیں۔ رہے معجزات تو وہ سحر اور جادو کے مشابہ ہوتے ہیں، اس لئے وہ
"دلیل قطعی" قرار نہیں پاتے۔ حضرت مہدی علیہ السلام، خلیفۃ اللہ ہیں اس لئے آپ سے معجزات کا واقع
ہونا، کوئی تعجب کے لائق بات نہیں۔ پھر حضرت صدیق ولایتؓ نے ارشاد فرمایا، اگر تمہیں کمزور اور ضعیف
دلیل کے پیش کرنے پر ہی اصرار ہے تو حضرات میراں سید محمد مہدی موعود علیہ السلام کے معجزات کی بات تو ابھی
رہنے دو، پہلے تم فقیروں کی اس جماعت میں سے جس کسی فقیر کو حقیر سے حقیر ترین سمجھتے ہو، پہلے اس سے ایک
لاکھ چوبیس ہزار گزرے ہوئے نبیوں میں سے جس نبی کا معجزہ تم چاہتے ہو، طلب کر لو، ہاں! یاد رکھو! اگر یہ
فقیر تمہیں معجزہ دکھا دے تو پھر تم کو حضرت مہدی موعودؑ کی تصدیق کر لینا پڑے گا۔ اِن ملّا اور علماء نے
حضرت صدیق ولایتؓ کے فقیروں کی طرف نظر دوڑائی، انھیں ایسا محسوس ہوا کہ جس کسی نبی کا معجزہ طلب
کیا جائے گا ان میں سے کوئی بھی فقیر، اُس نبی کا معجزہ دکھلا دے گا، اور اس پر ہمیں میاں سید خوندمیر کے کہنے
کے مطابق، تصدیق مہدی کر لینا ہوگا۔ پس مُلّاؤں نے بحث کا رُخ بدل دیا اور مباحثہ کو یہیں پر روک
دیا اور خاموشی اختیار کر لی۔

اس طرح حضرت صدیق ولایتؓ ان علماء پر غالب رہے اور علماء شرمسار واپس لوٹ گئے۔

بارہ ہزار پٹھان، عاشقانِ خدا کا حضرت صدیق ولایتؓ کے ہاتھ پر "بیعت" کرنا۔

تواتر کے ساتھ روایت کی گئی ہے کہ حضرت صدیق ولایتؓ کے اخلاق، تبلیغ و دعوت الی اللہ
نیز آپ کے فضل اور فیض بخشی کو دیکھ کر ایک ہی وقت پر بارہ ہزار پٹھانوں نے سانبھرمتی کے کنارے آپؓ
کے مبارک ہاتھ پر بیعت کی اور تصدیق مہدیؑ سے مشرف ہوئے۔ ان میں کے اکثر و بیشتر زبردست عاشقان
خدا تھے جنھوں نے حضرت صدیق ولایتؓ کے صدقہ سے اسی دارِ دنیا میں سر کی آنکھ سے خدا کا دیدار کیا تا ایں

زماں، اُن کی اولاد میں بھی، بے شمار طالبانِ مولیٰ اور واصلانِ خدا، نیز اپنے وقت میں مفتخر و صاحبِ عظمت ہوتے رہے ہیں جن کی خدمت اور عظمت کے درخشاں کارناموں سے تاریخِ مہدویت کے صفحات بھرے ہوئے ہیں ۔

حضرت صدیق ولایتؒ نے تبلیغ و دعوت کے ضمن مباحثوں کے علاوہ اہم علمی اور تبلیغی تصنیفات بھی مرتب و روانہ فرمائی ہیں

حضرت صدیق ولایتؓ نے تبلیغ و دعوت الی اللہ کے سلسلہ میں علماء اور ملّاؤں کے ساتھ جہاں بے شمار مباحثے فرمائے ہیں وہیں آپؓ نے قوم اور متلاشیانِ حق کے لئے اپنی تصانیف کے ذریعہ اہم علمی، تبلیغی اور عقائدِ صحیحہ کے تحفظ کی ضرورت کی تکمیل فرمادی ۔ ان تصانیف میں آپؓ نے امامنا حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے منشاءِ بعثت اور مہدویہ عقائدِ صحیحہ کو واضح، مدلّل اور تشفی بخش طریقہ پر بیان فرمایا ۔ آپ کی تحریرات، مکاتیب اور تصنیفات، مخلص طالبانِ حق کے لئے، عشقِ الٰہی کا مبدا، خدا تعالیٰ تک پہنچنے اور "مقصودِ حیات" یعنی دیدارِ الٰہی کو حاصل کرنے کا سرچشمہ اور مینارۂ نور ہیں ۔ ان میں سے بعض تحریرات و تصانیف کو آپ نے علماء، حکام اور بادشاہوں کے پاس، تبلیغ و دعوت کی خاطر روانہ بھی فرمایا ہے ۔

حضرت صدیق ولایتؒ کی "تحریری" تبلیغی خدمات کے سلسلہ میں ضمناً آپ کی تصانیف کا تذکرہ یہیں کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے ۔ چنانچہ ان کی تفصیل ذیل میں درج کی جاتی ہے ۔

(۱) "عقیدۂ شریفہ" امامنا حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد بعض دینی اُمور کے تعلق سے حضرت صدیق ولایتؓ نے جب یہ محسوس کیا کہ "مہدویہ عقائدِ صحیحہ" کو سماع کے علاوہ، تحریر کے ذریعہ بھی محفوظ کردینا ضروری ہے تاکہ آئندہ ان کا تحفظ ہوجائے اور کسی بھی وقت عقائدِ صحیحہ میں کمی و تبدیلی کا احتمال باقی نہ رہے تو آپ نے قوم کے اصولی اور بنیادی تمام عقائدِ صحیحہ کو جو کتاب اللہ، اتباعِ محمد رسول اللہ اور تعلیماتِ مہدیؑ مراد اللہ کی متابعت اور موافقت پر مشتمل تھے، ایک جگہ جمع فرمادیا، تصنیف کے مکمل ہوجانے کے بعد، آپؓ نے حضرت مہدی علیہ السلام کے تمام اصحاب و مہاجرین رضی اللہ عنہم اجمعین کے اجماع میں اس کو پڑھ کر سنایا اور سب سے خواہش فرمائی کہ " اگر یہ تصنیف درست اور صحیح ہے تو اللہ واسطے اس کی تصدیق اور توثیق فرمائیں اور اپنی دستخطیں ثبت فرمادیں ۔" چنانچہ تمام اصحابِ مہدیؓ و مہاجرین

Goto Main List

رضی اللہ عنہم اجمعین نے متفقہ طور پر اس کے صحیح و درست ہونے کی تصدیق و توثیق فرمائی اور اپنی دستخطیں بھی ثبت فرمادیں۔ چونکہ اس تصنیف میں درج کردہ تمام امور کی صحت اور حق ہونے کو تمام صحابۂ مہدیؑ نے قبول فرمایا ہے اس لئے "اجماعی" متفقہ و مسلمۂ قوم مہدویہ ہے اور آج بھی اُس کی افادیت و فیض بخشی اسی طرح قائم ہے، جس طرح زمانۂ ماسبق میں رہی ہے۔ اغیار کی صحبتوں یا دین سے لبعید مصروفیات کے اس دَور میں بھی بدقسمتی سے اگر کوئی گمراہ ہورہا ہو یا گمراہ کرنا چاہتا ہو تو اس کے ہر طرح ازالہ اور دین حق کی ہر طرح خدمت و نصرت کا کام، یہ رسالہ انجام دے رہا ہے۔ اس تصنیف کا نام "عقیدۂ شریفہ" ہے اور "اُمّ العقیدہ" کے نام سے بھی یہ قوم میں مشہور ہے۔

(۲) رسالۂ شریفہ | حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بادشاہانِ وقت کو خطوط لکھ کر اسلام کی طرف دعوت دی تھی، اسی طرح حضرت مہدیٔ موعود علیہ السلام نے بھی سلطان محمود بیگڑہ، بادشاہِ گجرات کو "تصدیقِ مہدیت" کی دعوت دی۔ اس کے بعد سلطان محمود بیگڑہ کے بیٹے، سلطان مظفر ثانی (والیٔ گجرات) کو بھی "تصدیقِ مہدیؑ" کی دعوت دیتے ہوئے حضرت صدیق ولایتؒ نے ایک مدلّل خط روانہ فرمایا، اس کے علاوہ ملّا معین الدین پٹنی کو بھی جو اپنے وقت کا نامور عالم گزرا ہے، دعوت و تبلیغ کے تحت یہ رسالہ "ثبوتِ مہدیت" میں لکھ کر روانہ فرمایا[۱]

اس رسالہ کی تصنیف کے وقت حضرت صدیق ولایتؒ، اپنے خلیفہ و داماد بندگی میاں ملک جی بن خواجہ طٰہٰ المعروف بہ مہریؒ کو جب مضمون لکھوا رہے تھے تو ملک جی مہریؒ کو ایسا محسوس ہورہا تھا جیسا کہ حضرت صدیق ولایتؒ پہلے سے ترتیب دی ہوئی کتاب سے عبارت کو اپنی زبانِ مبارک سے ادا فرما رہے ہیں۔ اس وقت حضرت صدیق ولایتؒ کی صاحبزادی بی بی فاطمہؒ زوجۂ ملک موصوف بھی وہاں آگئیں، انھوں نے بھی لکھائی جانے والی عبارت کو تھوڑی دیر تک سُنا اور کہا " ایسا معلوم ہورہا ہے کہ یہ مضمون، حضرت کا سوچا ہوا نہیں ہے بلکہ حضرت کو جیسی تعلیم ہورہی ہے آپ اپنی زبانِ مبارک سے ویسی ہی عبارت لکھوا رہے ہیں۔ یہ سن کر حضرت مہریؒ نے بھی کہا کہ "مجھے بھی ایسا ہی محسوس ہورہا ہے۔"

---

[۱] انتخاب الموالید بؔ

Goto Main List

حضرت صدیقِ ولایتؓ نے دونوں کی یہ بات سنی تو ارشاد فرمایا، "ہاں! ایسا ہی ہے۔ بندہ اپنی ذات سے کچھ نہیں کہہ رہا ہے، بلکہ خدائے تعالیٰ کی طرف سے، بندہ کو جو کچھ معلوم کرایا جا رہا ہے، بندہ وہی کہتا جاتا ہے"۔

روایت ہے کہ حضرت صدیق ولایتؓ نے، تکمیل کے بعد، اسی رسالہ کے تعلق سے ارشاد فرمایا کہ "یہ رسالہ آبِ زر سے لکھ رکھنے کے قابل ہے"۔ چنانچہ واقعہ بھی ایسا ہی ہوا۔ جب بندگی ملک پیر محمدؒ کے ساتھ، ہمایوں بادشاہ اور اس کے بھائی ہندال، کامران اور مرزا عسکری ڈونگرپور، علاقہ میواڑ، بندگی ملک الہداد خلیفہ گروہؓ کی خدمت میں آئے تو ہمایوں کو یہ رسالہ دکھایا گیا۔ ہمایوں نے اس رسالہ کو دیکھا، پڑھا اور بہت پسند کیا اور کہا "یہ رسالہ آبِ زر سے لکھ رکھنے کے قابل ہے"۔ پھر اُس نے آبِ زر سے اس رسالہ کو لکھوا کر اپنے شاہی کتب خانہ میں رکھنے کا حکم جاری کیا[1]۔ اس طرح حضرت صدیق ولایتؓ کا کہا، پورا ہوا۔

اس رسالہ کو "اُمّ الرسالہ" "معرفتِ مہدی" و "مقصدِ اول" بھی کہا جاتا ہے۔ یہ رسالہ فارسی میں ہے۔ اس کا ایک نام "المعیار" بھی ہے۔

۳۔ "مقصدِ ثانی" یہ رسالہ بھی حضرت صدیق ولایتؓ کی ایک اہم تصنیف ہے جس میں اصول و عقایدِ مہدویہ بیان کئے گئے ہیں اور خاص طور پر حسبِ ارشادِ خداوندی واذا تلیت علیھم اٰیاتہ زادتھم ایمانا (الانفال ۲) ۔ یعنے جب آیاتِ الٰہی، ان پر تلاوت کی جاتی ہیں تو ان کے ایمان میں اضافہ کرتی ہیں"۔ کے مطابق ایمان کے گھٹنے اور بڑھنے کے موضوع پر مدلل طریقے سے اس رسالہ میں تفہیم فرمائی گئی ہے۔ رسالہ "مقصدِ ثانی" عربی میں ہے۔

۴۔ رسالہ "بعض الآیات" حضرت صدیق ولایتؓ کی یہ تصنیف "ثبوتِ مہدیؑ" میں لکھی گئی ہے اس تصنیف میں قرآن مجید کی آیات اور احادیث نبویؐ سے ثبوتِ مہدیؑ دیا گیا ہے، اس لئے بہت اہمیت کی حامل ہے۔

---

[1] حاتم سلیمانی

Goto Main List

۵ - رسالہ "ختم الولایت" اس رسالہ میں حضرت مہدی علیہ السلام کے القاب، خلیفۃ اللہ، امر اللہ، مراد اللہ، داعی الی اللہ، تابع تام رسول اللہ، معصوم عن الخطا، مبیّن کلام اللہ، وارثِ نبیؐ، نظیرِ محمد مصطفےٰؐ اور خاتمِ ولایتِ مقیدہ محمدیہ کو بہت ہی عمدہ اور مدلل طریقہ پر ثابت کیا گیا ہے۔ اس رسالہ کو "ختم الخفی" بھی کہتے ہیں۔

۶ - "مکتوب ملتانی" حضرت صدیق ولایتؓ کی یہ تصنیف "ثبوتِ مہدیؑ" میں ہے۔ آپؓ نے اس کو لکھنے کے بعد، میاں حاجی کے ہاتھ سے "ملتان" بغرضِ تبلیغ و دعوت روانہ فرمایا۔ میاں حاجی کی تبلیغ اور اس رسالہ کے دلائل کو دیکھنے کے بعد، بہت سے عام لوگ اور خاص طور پر اٹھارہ علماءؒ نے میاں حاجی کے ہاتھ پر "تصدیق مہدیؑ" کرلی۔

ان عربی و فارسی تصنیفات کے مطالعہ کے بعد صاحبانِ علم و فضل یہ ماننے پر مجبور ہوئے کہ حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ نہ صرف باطنی و روحانی عظمت کے اعلیٰ ترین مرتبہ پر فائز ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو علوم ظاہری کے کمال سے بھی ہر طرح آراستہ فرمایا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ مخالف زبردست علماء بھی آپ کے علم ظاہری کی اعلیٰ شان کے سامنے ٹک نہیں سکتے تھے اور ان پر ہمیشہ حضرت صدیق ولایتؓ کو ہی غلبہ حاصل ہوتا رہا۔

قاتلوا وقتلوا کے تحت شہادت واقع نہ ہونے پر مخالف علماء کا اعتراض اور حضرت صدیق ولایتؓ کا جواب باصواب کھانبیل کے قیام کے دوران ہی کسی دن جبکہ حضرت شاہِ خوندمیر صدیق ولایتؓ پٹن تشریف لائے ہوئے تھے۔ چند مخالف علماء آپس میں بات چیت کے بعد مل کر آپ کے پاس حاضر ہوئے، اور "ثبوتِ مہدیؑ" پر بحث و مباحثہ کیا۔ انھوں نے جو سوال کیا حضرت صدیق ولایتؓ نے اس کا عمدہ اور مدلّل جواب دیا۔ جب انھوں نے اپنے ہر سوال کا معقول جواب سن لیا تو کہا ٹھیک ہے، آپ جو بھی کہہ رہے ہیں درست ہی ہے مگر سُنا جاتا ہے کہ آپ اس طرح بھی کہتے ہیں کہ امیر سید محمد نے فرمایا ہے کہ ہماری چار علامتیں ہیں، ایک فالذین ھاجروا، دوسری: اخرجوا من دیارھم، تیسری: اوذوا فی سبیلی اور چوتھی: قاتلوا وقتلوا — ان چار صفتوں میں سے، تین صفتیں تو امیر سید محمد کی ذات سے ظاہر ہوگئیں۔ چوتھی صفتِ قتال واقع نہیں ہوئی۔ پھر آپ کس طرح کہہ رہے ہیں کہ امیر سید محمد کی "مہدیت" حق اور ثابت ہے۔

---

۱ انتخاب الموالید، با

Goto Main List

حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ نے جواب دیا، ہاں! حضرت امام علیہ السلام کی ذات کی یہ تین صفتیں تو آپ ہی سے ظاہر ہوئیں، البتہ اپنی ذات کی چوتھی صفت "قتال" حضرت مہدی موعودؑ نے اس بندہ کی ذات کے حوالے فرمائی ہے۔ علماء نے کہا "یہ دلیل تو "قطعی" نہیں ہوئی، کیونکہ جب آپ کا وقتِ آخر آئے گا تو آپ بھی اس صفتِ قتال کو اپنے کسی خلیفہ کے حوالے کردیں گے اور آپ کا خلیفہ پھر اسی طرح اپنے خلیفہ کے حوالے کردے گا۔ یہ کوئی دلیل قطعی نہ ہوئی"۔ حضرت صدیق ولایتؓ نے فرمایا "آپ لوگ چند روز صبر کریں۔ اگر یہ صفتِ قتال جس کو ہمارے خوندکار حضرت مہدی علیہ السلام نے، خدا کے فرمان سے واضح طریقہ پر اس بندہ کے سپرد فرمایا ہے اور جیسا کہ آپ کا حکم ہے اگر اسی طرح واقع ہو تو سمجھ لیں کہ حضرت مہدی موعودؑ کی ذات حق تھی۔ اور اگر ایسا نہ ہو تو اس کے بعد آپ لوگ جیسا چاہیں سمجھ لیں"۔ [1]

اس جواب کے سننے کے بعد آئے ہوئے یہ علماء شرمندہ ہوئے اور حضرت صدیق ولایتؓ اس موقع پر بھی غالب اور کامیاب رہے۔ نیز حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؓ کے اس پُر یقین جواب سے یہ بھی معلوم ہوا کہ "شہادتِ مخصوصہ" کے وقوع کا وقت اب قریب آگیا ہے۔

کھانبیل میں اصحابِ مہدیؑ اور مہاجرینؓ کے اجتماع میں حضرت صدیق ولایتؓ کا "بیانِ قرآن"۔

حضرت صدیق ولایتؓ کے کھانبیل میں قیام کے دوران ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ حضرت بندگی میاں شاہِ نظام وحدت آشامؓ، حضرت بندگی میاں شاہ نعمتؓ، حضرت بندگی میاں سید سلام اللہؓ، حضرت بندگی ملک جیو برخوردارؓ، حضرت بندگی میاں یوسفؓ، حضرت بندگی شیخ محمدؓ، حضرت بندگی میاں بھائی مہاجرؓ، حضرت بندگی خوند ملکؓ، حضرت بندگی ملک محمودؓ، حضرت بندگی میاں حیدرؓ، حضرت بندگی میاں سید سعد اللہؓ، حضرت بندگی میاں سید ابراہیم سیدھیؓ، حضرت بندگی میاں سید حسین ناگوریؓ وغیرہ بہت سے اصحاب و مہاجرین رضی اللہ عنہم، حضرت صدیق ولایتؓ سے ملاقات کی غرض سے تشریف لائے ہوئے تھے۔ ان کے علاوہ بہت سے طالبانِ خدا بھی موجود تھے۔ نماز عصر

---

[1] دفتر اول شاہ برہان ک۵، ب۴

کے بعد، کئی اصحاب نے، حضرت صدیق ولایت رضؓ سے خواہش کی کہ آپ "بیانِ قرآن" فرمائیں۔ حضرت صدیق ولایت رضؓ نے کچھ دیر تک آنکھیں بند کر کے مراقبہ کیا۔ اس کے بعد آنکھیں کھولیں اور سر اُٹھا کر مہاجرینؓ و اصحابؓ سے ارشاد فرمایا "آپ حضرات کے سامنے، قرآن کا بیان کرنا میرے لئے سزاوار نہیں تھا۔ مگر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بندہ کے ہاتھ میں قرآن دے کر ارشاد فرمایا کہ اے سید خوندمیرؓ تم قرآن بیان کرو"۔ تب اس بندہ نے "بیان" کا ارادہ کیا ہے۔ اس کے بعد حضرت صدیق ولایت رضؓ نے پہلے اس آیت شریفہ کا "بیان" کیا:

وَمِنَ النَّاسِ[1] مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ۙ ثَانِيَ عِطْفِهٖ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ لَهٗ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّنُذِيْقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدٰكَ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝ (الحج ۲۲، ۸تا۱۰).

آیتِ شش صفات، توبہ، بندگی، حمد، روزہ، رکوع، سجود کی تلاوت، اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر، کرنے والے کے اوصاف کا "بیان"۔

اس کے بعد، حضرت صدیق ولایت رضؓ نے آیتِ ذیل تلاوت فرمائی:

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ۭ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ ۣ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ ۭ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ۭ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ

---

[1] (ترجمہ) اور لوگوں میں بعض ایسے ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں بغیر واقفیت (یعنی علم ضروری) اور بغیر دلیل (یعنی علم استدلالی عقلی) اور بغیر کسی روشن کتاب (یعنی علم استدلالی نقلی) کے جھگڑا کرتے ہیں تاکہ اللہ کے راستے سے (یعنی حق سے) دور کر دیں۔ ایسے شخص کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور قیامت کے روز ہم اس کو جلتی ہوئی آگ کا عذاب چکھائیں گے (اور اس سے کہا جائے گا) کہ یہ تیرے ہاتھوں کے کئے ہوئے کاموں کا بدلہ ہے اور یہ بات تو ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ظلم کرنے والے نہیں ہیں۔

Goto Main List

الْعَظِيْمُ ۝ اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ[1] ۝ (التوبۃ ۹، ۱۱۲) ۔

اس آیت کی تلاوت کے بعد حضرت صدیق ولایتؓ نے اس کا "بیان" کیا کہ جس میں یہ چھ صفات ہوں یعنے وہ (۱) توبہ کرنے والا ہو۔ (۲) خدا کی بندگی کرنے والا ہو (۳) خدا کی حمد بیان کرنے والا ہو (۴) روزہ رکھنے والا ہو (۵) رکوع کرنے والا ہو (۶) سجود کرنے والا یعنے پابندی کے ساتھ نماز پڑھنے والا ہو، تو صرف اسی کو سزاوار ہے کہ خدا کے اوامر اور نواہی کو مخلوق تک پہنچانے کا کام کرے اور خدا کے حدود کی حفاظت کرے ۔

آیتِ ہٰذا جس میں يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ یعنے وہ لوگ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں، جس میں "قتل کرتے ہیں اور قتل (شہید) کئے جاتے ہیں" وارد ہے۔ حضرت صدیق ولایتؓ کا اس آیت شریفہ کو تلاوت کرنا ثابت کرتا ہے کہ حضرت صدیق ولایتؓ کو خدائے بزرگ و برتر کی طرف سے معلوم ہونے لگا تھا کہ اس قتال کے وقوع کا وقت جس کی پیش گوئی مخبرِ صادق حضرت مہدی علیہ السلام نے دی تھی، اب قریب آگیا ہے۔ اسی لئے آپ نے صحابہ اور مہاجرین رضی اللہ عنہم کے اجتماعِ کثیر میں اِس

---

[1] ترجمہ) بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جانوں کو اور ان کے مال کو اس بات کے عوض خرید لیا ہے کہ ان کو جنت ملے گی، وہ لوگ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں، جس میں قتل کرتے ہیں اور قتل کئے جاتے ہیں۔ اس پر سچا وعدہ کیا گیا ہے توریت میں بھی اور انجیل میں بھی اور قرآن میں بھی۔ اور یہ مسلّم ہے کہ) اللہ سے زیادہ اپنے عہد کو کون پورا کرنے والا ہے۔ تو تم لوگ اپنی اس بیع پر جس کا تم نے (اللہ تعالیٰ سے) معاملہ ٹھیرایا ہے خوشی مناؤ اور یہ بڑی کامیابی ہے، وہ ایسے جو (گناہوں سے) توبہ کرنے والے ہیں اور (اللہ کی) عبادت کرنے والے ہیں اور حمد کرنے والے، روزہ رکھنے والے رکوع کرنے والے اور سجدہ کرنے والے، نیک باتوں کی تعلیم کرنے والے اور بری باتوں سے باز رکھنے والے اور اللہ کی حدوں کا (یعنے احکام کا) خیال رکھنے والے ہیں اور ایسے مومنین کو (جن میں جہاد اور یہ صفات ہوں) آپ خوشخبری سُنا دیجئے۔

Goto Main List

آیت کا "بیان" فرمایا۔

حضرت صدیق ولایتؓ کی آنکھوں میں شدید درد کا پیدا ہونا۔

کھانبیل ہی کا واقعہ ہے کہ ایک رات، حضرت صدیق ولایتؓ کی آنکھوں میں شدید درد پیدا ہوا۔ آپؓ کی آنکھیں شدّت سے دُکھ رہی تھیں، درد کے دَوران حضرت صدیق ولایتؓ نے فرمایا، خدائے تعالیٰ کا فرمان ہو رہا ہے:

" اے سید خوندمیر! تیرا کام پورا ہو چکا ہے، لیکن تجھے زندہ رکھنے میں ہمارا کچھ مقصود ہے[1]"۔

اسی رات، میاں ولی یوسفؓ نے خواب میں آیت الیوم[2] اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا کا بیان ہوتے ہوئے دیکھا۔ یعنے آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت کو پورا کر دیا اور تمہارے حق میں اسلام کے دین ہونے سے راضی ہوا۔

حضرت صدیق ولایتؓ کے پیٹ میں شدید تکلیف ہونا

ایک رات، حضرت صدیق ولایتؓ کے پیٹ میں شدید تکلیف ہوئی جس کا اظہار، حضرت صدیق ولایتؓ نے اس طرح کیا ہے:

" اس بندہ کے پیٹ میں ایسا درد ہے کہ اگر اس میں کا تھوڑا سا درد بشری صفت دیے جانے کے بعد کسی بڑے سے بڑے پہاڑ کو دیا جائے تو وہ پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے"۔

پھر آپ نے ارشاد فرمایا: " یہ درد خدائے تعالیٰ کی بہت زیادہ عطاؤں کو لیا ہوا ہے"۔

اسی رات حضرت صدیق ولایتؓ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرمان پہنچا کہ:

" اے سید خوندمیر! ہم نے تجھے اور اُن سب کو جو آج کی رات تیرے دائرے میں ہیں بہت سی خلعتیں اور فضیلتیں عطا کی ہیں، اور ان کے ساتھ یہ بھی ہماری عطا ہے کہ تیرے گوشت پوست، ہڈیوں اور بال بال کو ہم نے فنا کی لذّت بخش دی ہے"۔

جب صبح ہوئی تو حضرت صدیق ولایتؓ نے بی بی خونزاؓ[3] سے فرمایا کہ تمام بھائیوں اور بہنوں سے کہہ دو کہ خدائے تعالیٰ نے آج کی رات تم سب کو بہت سی فضیلتیں اور خلعتیں عنایت فرمائی ہیں، اس عطایۂ اللہ تعالیٰ کی جناب میں، نماز دوگانہ شکرانہ ادا کرو۔ پھر حضرت صدیق ولایتؓ نے حضرت

---

[1] انصاف نامہ ب۱۷، انتخاب ب۱۱

[2] سورۂ مائدہ آیت ۳

[3] آپ حضرت صدیق ولایتؓ کی ہمشیرہ ہیں۔ انصاف نامہ ب۱۷ حاشیہ انصاف نامہ، انتخاب الموالید ب۱۱

Goto Main List

بندگی ملک الہدادؓ کو بلا کر اپنے پیٹ کے درد کی حقیقت بیان فرمائی اور کہا کہ " حق تعالیٰ نے فرشتوں[1] کو مقرر فرمایا تھا کہ بندے کے پیٹ کو چاک کر کے آنتوں کو پاک کریں اور نور سے بھر دیں ۔ چنانچہ فرشتوں نے بندہ کے پیٹ کو آبِ کوثر سے پاک کر کے لایا ۔ یہ واقعہ ۲۶؍ ذی الحجہ ۹۲۶ھ جمعرات کا ہے ۔

حضرت شاہ برہانؒ نے دفتر اوّل[2] میں اس طرح روایت درج کی ہے کہ حکمِ الٰہی ہوا :

" اے سیّد خوندمیرؓ اس رات تمہارے دائرہ میں ، عورت ہو یا مرد ، چھوٹا ہو یا بڑا ، عاکف (دو چار روز کے لئے آکر ٹھیرا ہوا) ہو یا زائر (ملاقات کرنے کے لئے آیا ہوا) جو بھی ٹھہرا ہو ہم اس سے راضی ہوئے ، اس کے تمام گناہوں کو ہم نے بخش دیا ، ایمانِ قطعی عطا کیا اور نجاتِ ابدی بخش دی "۔

یہی وجہ ہے کہ ستائیسویں شبِ ذی الحجہ کو گروہ مقدسہ میں لیلۃ الایمان " سے یاد کیا جاتا ہے ۔

حضرت صدیقِ ولایتؓ کے گھر حضرت سید شریفؓ تشریف اللہ کی ولادتِ باسعادت

روایت ہے کہ ۲۶؍ ذالحجہ ۹۲۶ھ کی اسی رات حضرت صدیقِ ولایتؓ کے گھر بی بی عائشہؓ کے بطنِ مبارک سے حضرت میاں سید شریف عرف تشریف اللہؓ کی ولادت باسعادت ہوئی ۔

میاں سید شریفؓ تشریف اللہ کی پیدائش کے وقت حضرت صدیقِ ولایتؓ کے دائرہ عالی میں سخت فقر و فاقہ تھا ، خود بی بی عائشہؓ ، اس زچگی کے وقت دس روز کے فاقہ سے تھیں ۔ گھر میں چراغ جلانے کے لئے ، تیل تک نہ تھا ۔ یہ جاننے کے لئے کہ پیدا ہونے والی نئی جان ، لڑکا ہے یا لڑکی ؟ زچگی کے بعد حضرت صدیقِ ولایتؓ نے اپنے انگرکھے کے دامن کو جلا کر اس کی روشنی سے نومولود کو دیکھا کہ وہ لڑکا ہے ۔ اس فرزندِ مسعود کی پیدائش کے بعد حضرت صدیقِ ولایتؓ نے فرمایا :

اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ معلوم ہوا ہے کہ " اس لڑکے کی پیدائش تجھ پر ہماری تشریف ہے "۔

پس اسی وجہ ، حضرت صدیقِ ولایتؓ نے فرزند مسعود کا نام گرامی سید شریف عرف تشریف اللہ رکھا ۔

---

[1] انصاف نامہ ۲؍۱ ، انتخاب ۱؍۱ ، تذکرہ ۱؍۱ [2] دفتر اول ک ۵ ب ۵

Goto Main List

ملک پیارا میٹھا کا، حضرت صدیق ولایتؓ سے مرید ہونا پھر ترکِ دنیا کر کے صحبت اختیار کر لینا۔

جیسا کہ ہم نے پچھلے صفحات پر ذکر کیا ہے، علماءِ سُو نے، حضرت صدیق ولایتؓ کے جھالاوار سے اخراج، آپؓ کے ساتھ تشدّد، قتل اور خون پر، بادشاہِ گجرات کو اُکسایا اور آمادہ کر دیا تھا۔ مگر آپ کے بہنوئی ملک پیارا میٹھا نے ایسے ارادوں سے واقف ہوتے ہی، فی الفور حضرت صدیق ولایتؓ کو آپ کے دائرہ والوں کے ساتھ اپنی جاگیر کھانبیل منتقل کر لیا جس کی وجہ حضرت صدیق ولایتؓ کو نہ صرف ان شرانگیزیوں کا اس وقت سامنا نہ ہوا بلکہ کچھ اور عرصہ کے لئے دعوت الی اللہ اور اپنی تبلیغی مساعی کے جاری رکھنے کا موقعہ مل گیا (جس کا تذکرہ گزشتہ صفحات پر کیا جا چکا ہے)۔

ملک پیارا میٹھا کی شجاعت، جوانمردی اور رُعب کی وجہ، علماءِ سو، بلکہ بادشاہ گجرات سلطان مظفر بھی خاموشی اختیار کرنے پر مجبور ہو گیا تھا۔ مگر اس صورتِ حال میں پھر سے تبدیلی آگئی اور حضرت صدیق ولایتؓ کو دشمنانِ دین اور مخالف علماء کی طرف سے ایذا و تکالیف کا سامنا کرنا پڑا، جیسا کہ اگلے واقعات سے معلوم ہو سکے گا۔

امر واقعہ یہ ہوا کہ حضرت صدیق ولایتؓ کو کھانبیل منتقل کر لینے کے بعد، ملک پیارا میٹھا نے حضرت صدیق ولایتؓ کو بالکل قریب سے اور زیادہ سے زیادہ دیکھنے کا موقعہ پایا۔ حضرت صدیق ولایتؓ کے قُرب، آپ کے اخلاق، خُدارسی، اعلیٰ باطنی شان، مخلوق کو خالق سے ملا دینے کی فیض بخشیوں کو دیکھنے کے بعد، ملک پیارا میٹھا، تھوڑی ہی مدّت میں، حضرت صدیق ولایتؓ کے تربیت و مرید ہو گئے۔ حضرت صدیق ولایتؓ کی محبت و عقیدت، ملک پیارا میٹھا کے دل میں ایسی جاگزیں ہو گئی تھی کہ جب وہ اپنی کسی ضرورت سے، کھانبیل کے باہر جانا چاہتے تو پہلے حضرت صدیق ولایت سے ملتے اور بعد میں باہر روانہ ہوتے۔ نہ ملنے پر انھیں ایسا محسوس ہوتا کہ "گویا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور میں آپؐ کو بیٹھ بتا کر چلے جا رہا ہوں"۔ ملک پیارا میٹھا نے حضرت صدیق ولایت کو اخلاقِ نبویؐ کا مجسم نمونہ پایا تھا۔ ان کی پاک باطنی کے سبب حق کی طرف ان کی کشش روز بروز بڑھتی ہی گئی اسی لئے وہ حضرت صدیق ولایتؓ کے مُرید ہو گئے تھے۔

لہ دفتر اول شاہ برہان کا باب۔

Goto Main List

ملک پیارا میٹھا جب مرید ہو گئے اور آمد و رفت بڑھ گئی تو بیانِ قرآن سننے کا موقعہ بھی زیادہ ملنے لگا۔ کچھ ہی دنوں میں ان کے دل سے دنیا کی عظمت اور محبت مٹ گئی۔ خدائے تعالیٰ کی محبت اور اس کا عشق دن بدن ایسے بڑھتا گیا کہ انھوں نے وزارت کے امور اور اپنی جاگیر سے علٰحدگی اختیار کر کے، یہ سب اپنے بیٹے[۱] ملک راجا کے سپرد کر دیا، ترکِ دنیا کر دی اور اپنے مرشد حضرت صدیق ولایتؓ کی صحبت اختیار کر لی۔

حضرت صدیق ولایتؓ سے ملک پیارا میٹھا کی یہ عقیدت و محبت اور دنیا کو ٹھکرا کر حضرت مہدی موعودؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات کے تحت اس طرح مہدویہ روش کو اختیار کر لینے کی وجہ دشمنانِ دین اور علماءِ سُوء کی حسد کی آگ، پوری شدت سے بھڑک اُٹھی۔ ملک پیارا میٹھا کے رجوع الی اللہ ہو جانے پر بجائے اس کے کہ وہ خوش ہوتے، اُن دنیا داروں نے اس کا اثر کچھ اور ہی لیا۔ ایک قوی، شجاع، ذی اثر شخص کے حلقہ بگوشِ صدیق ولایتؓ ہو جانے پر انھوں نے اب نت نئے انداز سے مخالفتیں شروع کر دیں۔

چونکہ ملک پیارا میٹھا، اب عبادت میں مشغول، یادِ الٰہی میں منہمک اور یکسر بدل گئے تھے، پہلے جیسا رعب تھا نہ اثر و رسوخ۔ جو دنیاوی اور جاگیری امور کی انجام دہی کے دَور میں دیکھنے میں آتا تھا رجوع الی اللہ ہو جانے، ترکِ دنیا کر دینے اور گروہ مہدویہ کے فقراء میں شامل ہو جانے کے باعث اب وہ خاموشی پسند، گوشہ نشین اور اپنا زیادہ وقت حضرت صدیق ولایتؓ کی صحبت میں گزارا کرتے تھے۔ علماءِ سو، ملک پیارا میٹھا کی موجودہ کیفیت سے اگر خوش تھے تو صرف اس لئے کہ انھیں اب یقین ہو گیا تھا کہ ملک پیارا میٹھا ان کی ایذا رسانیوں اور مخالفتوں کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے اور انھیں اپنے ارادوں کی تکمیل کا بآسانی موقع مل جائے گا۔ چنانچہ انھوں نے پھر سے اپنی اشتعال انگیزیاں شروع کر دیں۔ حضرت صدیق ولایتؓ اور آپ کے ارادتمندوں کے حق میں روز بروز نت نئے انداز سے ایذائیں پہنچانے لگے۔ اسی پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ بادشاہِ گجرات، سلطان مظفر کو اکسانا اور حضرت صدیق ولایتؓ کے خلاف اس کو بھڑکانا شروع کر دیا۔ خود ملک پیارا میٹھا سے بھی چھیڑ شروع کر دی۔ ملک پیارا میٹھا ان کی ان حرکتوں کو سمجھ رہے تھے مگر تدبّر اور فراست سے ٹالتے رہتے نیز صبر و تحمل، حلم اور بردباری کے ساتھ، ان کے عزائم کو ناکام بناتے رہے۔

---

[۱] دفتر اول شاہ برہان کا ۴۲ باب

Goto Main List

ان علماء سوء نے بادشاہ گجرات سلطان مظفر کو، ملک پیارا میٹھا کی طرف سے بالکل مطمئن کر دیا تھا اور بتا دیا تھا کہ ملک پیارا میٹھا، اب ترک دنیا کر کے فقراء کی جماعت میں شامل، خاموشی پسند، گوشہ نشین اور ہمیشہ عبادت و یاد الٰہی میں مشغول رہنے لگے ہیں۔ ان کی طرف سے کسی مقابلہ کی امید اب نہیں رہی۔ انھیں آسانی کے ساتھ زیر کر لیا جا سکے گا۔ چنانچہ انھوں نے بادشاہ کو اپنے ارادوں کی تکمیل کے لئے قتل، خون خرابے کے لئے، اللہ والوں کی اس جماعت کے مقابلے میں، پھر سے آمادہ و تیار کر لیا۔

ملک پیارا میٹھا جب ان موذیوں کی روز بروز کی ایذا رسانیوں، دائرہ والوں کے ساتھ کی جانے والی اشتعال انگیزیوں کو دیکھتے دیکھتے زچ اور تنگ آ گئے، ان کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا، تب انھوں نے حضرت صدیق ولایتؒ سے عرض کیا کہ میرا ارادہ ہو گیا ہے کہ ان اشرار کی شرارتوں کے انسداد کے لئے میں خود اب بادشاہ سے بات کروں۔ نیز ویسے ہی ملک راجہ کے حق میں منصب اور جاگیر وغیرہ منتقل بھی کرا دوں گا۔ چنانچہ ایک روز ملک پیارا میٹھا بادشاہ گجرات سلطان مظفر کے دربار میں پہنچے۔ اس بار انھوں نے کسی بھی قسم کے خصوصی اہتمام کا بندوبست نہیں کیا۔ کیونکہ انھیں بادشاہ پر پہلے سے زیادہ بھروسہ تھا۔ اور اپنے تارک الدنیا و فقیر ہو جانے کے بعد ایسے کسی اہتمام کو انھوں نے نامناسب بھی تصور کیا۔ ملک پیارا میٹھا بادشاہ گجرات، سلطان مظفر کے دریافت کرنے پر اپنے ترکِ دنیا کر دینے اور امورِ دنیاوی سے کنارہ کش ہو جانے کی کیفیت سنائی، اس کے بعد اپنی جاگیر و منصب کی اپنے بیٹے ملک راجہ کے حق میں منتقلی کی خواہش کا اظہار کیا۔ ملک راجہ کی اس سفارش کو بادشاہ نے بڑی خندہ پیشانی اور فراخ دلی کے مظاہرے کے ساتھ قبولیت بخشی، اس کے ساتھ ہی ملک پیارا میٹھا نے بادشاہ سے ان ایذا رسانیوں اور مخالفتوں کا بھی ذکر کیا جو کھانبیل میں پھر سے دائرہ والوں اور خود ان کے ساتھ روا رکھی جا رہی ہیں۔ انھوں نے بادشاہ سے پُرزور خواہش کی کہ ان اشتعال انگیزیوں فتنہ پردازیوں کا انسداد اور سدِّباب کیا جائے۔ چونکہ ملک پیارا میٹھا کو بادشاہ پر پورا بھروسہ تھا اس لئے انھوں نے کھل کر اور کامل اطمینان کے ساتھ ان واقعات کو بادشاہ کے روبرو عرض کیا۔ لیکن بادشاہ کے وہ مقرّبین اور درباری جو اس گفتگو کے وقت وہاں موجود اور سن رہے تھے اور وہ ان موذی علماء سے تعلقِ خاطر رکھتے تھے اور سازش میں شریک تھے انھیں اندیشہ ہوا کہ کہیں سلطان مظفر، ملک پیارا میٹھا کی باتوں سے متاثر ہو کر کوئی انسدادی کارروائی کر نہ بیٹھے اور ان کے عزائم و ارادوں میں خلل پیدا نہ ہو جائے۔ پس وہ کسی موزوں

Goto Main List

موقعہ کی تاک میں لگے رہے ۔

ملک پیارا میٹھا کو، بادشاہ کے دربار سے واپسی میں سازش کے ذریعہ شہید کرادیا گیا

ملک پیارا میٹھا، بادشاہ سے اپنی گفتگو کے اختتام اور اپنے امور کی یکسوئی کے بعد دربار سے واپس لوٹے۔ باہر آکر اپنے گھوڑے پر سوار ہونا چاہتے تھے کہ ان کا ایک پیر رکاب میں تھا اور دوسرا پیر زمین سے اُٹھا ہی تھا کہ ان درباریوں (بروایتے خود بادشاہ) کے اشارے پر ایک غلام مسمّی شرف الدین نے (یہ سب کے سب خدائے برتر کی توحید کے قائل، محمد مصطفیٰؐ کی رسالت کے قائل اور کلمہ پڑھنے والے ہی تھے، دوسرے کوئی اور نہیں تھے، مگر تعلیماتِ اسلام سے بہت دُور ہو گئے تھے) پیچھے سے ایک انجان تارک الدنیا فقیر اور امن کے طالب شخص ملک پیارا میٹھا پر تلوار سے ایسا زبردست وار کیا کہ بے چارے ملک پیارا میٹھا سنبھلنے بھی نہ پائے اور اسی دم اللہ کو پیارے ہو گئے، شہید ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ۔

ملک پیارا میٹھا کے گھوڑے کی زمام یا زین کو لگے ہوئے خون سے (یا بروایتے گھوڑے کے نعش کو لے آنے سے) اُن کے شہید ہو جانے کا پتہ چلا۔ اُن کے جنازے پر کھانبیل کے دائرہ میں حضرت صدیق ولایتؓ نے نماز[1] پڑھی ۔ اور ایمان قطعی اور نجاتِ ابدی کی بشارت عنایت فرمائی ۔

ملک پیارا میٹھاؒ کو شہید کرانے کے بعد مردود علماء نے اپنی مخالفتیں تیز تر کر دیں

تواتر سے ثابت ہے کہ ملک پیارا میٹھاؒ کی شہادت کے بعد ہی ان مردود اور علماء سوء کی جانب سے فی الفور اور جلد سے جلد حضرت صدیق ولایتؓ کے کھانبیل سے اخراج، ہجرت اور ایذا و تشدّد کی کاروائیاں پھر سے تیزی کے ساتھ ظاہر ہونے لگ گئیں جو ابتلا۔ اور آزمائش کی آخری حد "میدانِ کارزار" یعنے مخبرِ صادق حضرت مہدی موعود علیہ السلام کی خبر دی ہوئی جنگ قَاتَلُوْا وَقُتِلُوْا کے واقعہ تک جا پہنچیں۔

---

[1] دفتر اول شاہ برہان ک۵، پ۵

Goto Main List

حصہ دوم

نواں باب

فصل (۱)

مہدویوں پر علمارِ سُوء کے مظالم، اتہامات، ایذا رسانیاں ۔

ابوالکلام آزاد کا مہدویہ بزرگوں کے اخلاق کو صحابۂ منوت سے مشابہ تسلیم کرنا اور ظلم وزیادتیوں کا کھلا اعتراف کرلینا

گزشتہ صفحات پر آپ پڑھ آئے ہیں کہ حضرت صدیق ولایتؓ اور آپ کے دائرہ والوں کے ساتھ مخالف علمار نے اتہام، بہتان کا سہارا لے کر مسلسل اور منصوبہ بند طریقہ پر، بادشاہِ وقت اور حکام کو اپنا ہم خیال بنایا، ورغلایا، اکسایا اور نت نئے انداز سے تکلیفیں دیں، اذیتیں پہنچائیں، قتل وخون کیا، ان کے ناروا مظالم کا سلسلہ یہیں ختم نہیں ہوجاتا ہے بلکہ ایذارسانیوں کے اپنے اس مذموم طریقۂ کار کو انھوں نے وسعت دی اور گجرات بھر کے عام مہدوی وجملہ مصدقانِ حضرت سید محمد جونپوری مہدی موعود علیہ السّلام تک اس کو پھیلا دیا ۔ چنانچہ اگلے صفحات پر آپ اس کا مطالعہ کرلیں گے جنھیں پڑھ اور سُن کر "انسانیت" کا سر مارے شرم کے جھک جاتا ہے ۔ یہ سارا "اختلاف" "عامۃ المسلمین" کا کھڑا کیا ہوا نہیں ہے کہ اس کو "معمولی" اور "غیر اہم" سمجھ کر نظر انداز کردیا جاتا، یا بھلانے کے قابل سمجھا جاتا بلکہ یہ سب کچھ ان کا ہے جو علمار کہلائے گئے ۔ یہ اور بات ہے کہ وہ علمارِ سُوء تھے، علمارِ حق نہ تھے ۔ فساد، جھگڑا، عبادات میں خلل اندازیاں، قتل، خون، گھروں اور مسجدوں کو آگ لگانے، جلا دینے کی یہ ساری کارروائیاں کلمہ گو اصحاب میں "عوام" کی نہیں بلکہ نام نہاد علمارِ سُوء کی طرف سے، حکام اور بادشاہ کے تعاون کے ساتھ کی گئیں ۔

ہاں، اچنبھے کی بات ضرور ہے، اس پر مشکل ہی سے یقین آسکے گا، ہمارے قارئین اور غیر جانبدارانہ طریقہ پر رائے قائم کرنے والے اذہان کے لئے ہم یہاں انہی کے ہم عقیدہ، ہم خیال، غیر مہدوی مابعد علمار، اور تاریخ لکھنے والوں کی تحریرات کے اقتباسات درج کرتے ہیں جن کا تعلق صحابہؓ کے دَور سے تو نہیں ہے مگر تابعین یا تبع تابعینِ مہدویہ کے دَور سے ضرور ہے ۔ جب تابعین یا تبعِ تابعینِ مہدویہ کے ساتھ زیرِ تذکرہ مظالم کا اعتراف خود ان علمارِ سوء کے ہم مذہب غیر مہدوی مورخین نے کرلیا ہے تو سوچئے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین

Goto Main List

سیّدین رضی اللہ عنہما (اور پھر حضرت صدیق ولایتؓ کے ساتھ) جس ظلم کی روایتیں، بیان ہوئی ہیں وہ کس طرح غیر یقینی اور لائق تردید ہوسکتی ہیں؟ جبکہ ابتدائی دور میں "دعویٰ مہدیت" کی قبولیت اور "مہدویت" کی توسیع و پھیلاؤ کو دیکھنے کی وجہ ان کے غیض و غضب، عناد و حسد کی آگ اور زیادہ بھڑکی ہوئی تھی۔ (سنا جاتا ہے کہ ان سارے مظالم اور حضرت صدیق ولایتؓ کے ساتھ روا رکھے گئے ظلم و ستم نیز کارزار و قتال قاتلوا و قتلوا کے واقعہ کی تفصیل، گجرات کے قدیم کتب[1] خانوں میں موجود ہے)

شیخ عبداللہ نیازی کے ساتھ علمائے سوء کی ایذا رسانی

چنانچہ ابوالکلام آزاد نے ملا عبدالقادر بدایونی کے حوالہ سے شیخ عبداللہ نیازی کے واقعہ کے تحت لکھا ہے[2]:-

"جب شیخ علائی دکن کی جانب جلاوطن کر دیئے گئے تو اس کے کچھ عرصہ بعد سلیم شاہ، سرحدی افغانوں کی شورش کا حال سن کر پنجاب کی جانب روانہ ہوا۔ جب بیانہ کے قریب شاہی لشکر پہنچا تو مخدوم الملک نے جو خاصانِ حق کی اذیت و ہلاکت کی فکر میں غلطاں رہتے تھے موقع کو غنیمت سمجھا اور سلیم شاہ سے کہا:

۱؎ معلوم ہوا ہے کہ دلی اور نگڑا ولیسٹرن ریلوے لائن پر سوا اس را "ریلوے اسٹیشن سے تئیس (۲۳) میل پر واقع چھوٹے سے شہر "سیتا مؤ" میں، رگھوبیر لائبریری میں اسلامی دور کی نایاب قلمی کتابیں ہیں۔ یہ لائبریری مہاراجکمار ڈاکٹر رگھوبیر سنگھ نے قائم کی ہے جنھیں ورثہ میں ادبی اور تاریخی ذوق ملا ہے۔ مہاراجکمار رگھوبیر سنگھ، ہندوستان کے عالمی شہرت رکھنے والے تاریخ نگار سر جادو ناتھ سرکار کے شاگرد ہیں۔ اس لائبریری میں برٹش میوزیم اور انڈیا آفس لائبریری کی قدیم کتابوں کے "میکرو فلمس" بھی ہیں۔ مزید برآں اس میں رام پور، اودے پور، جے پور اور دوسری ریاستوں کی قدیم کتابوں کے میکرو فلمس ہیں۔ خاص طور پر حسب ذیل تاریخوں کے میکرو فلمس بھی ہیں: ۱) تاریخ گجرات، ۲) تاریخ ناصری ـ ۳) تاریخ مظفر شاہی ـ ۴) تاریخ مآثر محمود شاہی ـ ۵) تاریخ سلطنتِ گجرات، ۶) مغل دور کے خطوط وغیرہ (بحوالہ "ریڈینس ویکلی" ویکلی ۳/ اپریل ۱۹۶۶ء)۔ ایک دردمند کی خواہش پر یہ فقیر مطلوبہ مواد کے حصول کی غرض سے سفر کیا مگر شومیٔ قسمت کہ درمیان سفر ناگفتہ بہ حالات کا سامنا ہوا اور سفر کا رخ تبدیل کر کے "سوائے مدھو پور" سے جے پور چلے گیا۔ اس کے بعد اپنی مسلسل علالت کی وجہ یہ کام کر نہ سکا۔ اگر گجرات میں رہنے والے مہدویہ حضرات اس طرف توجہ کریں اور فراہمی مواد کی زحمت کریں تو قیمتی مواد مل جائے گا۔ واللہ المستعان۔ فقیر سید محمد غفرلہ

۲؎ تذکرہ ابوالکلام آزاد ص۸۲ طبع کردہ ساہتیہ اکاڈمی دہلی۔

Goto Main List

شیخ علائی سے جو کہ ایک "چھوٹے فتنہ" کی طرح تھے، ہم نے نجات حاصل کرلی ہے مگر "بڑا فتنہ" ابھی موجود ہے۔ سلیم شاہ نے پوچھا وہ کون؟ کہا، شیخ عبداللہ نیازی کہ یہیں بیانہ میں مقیم ہے اور شیخ علائی کا پیر ہے۔ سلیم شاہ نے میاں بہوہ لوہانی حاکمِ بیانہ کو حکم بھیجا کہ فوراً شیخ کو حاضرِ لشکر کرو۔ میاں بہوہ شیخ کا مرید تھا۔ اس نے شیخ کو بہت سمجھایا کہ آپ یہاں سے راتوں رات نکل جائیں، میں کوئی بہانہ کردوں گا۔ لیکن شیخ نے کہا، (ترجمہ) "خدائے تعالیٰ کی مشیّت، اب اور آگے، وہاں اور یہاں برابر ہے۔ جو کچھ مقدر میں ہے ضرور ہوگا۔" مجبوراً شیخ کو لے کر لشکرِ شاہی میں پہنچے۔ سلیم شاہ سوار، کوچ کے لئے تیار کھڑا تھا۔ شیخ عبداللہ جب سامنے پہنچے تو بے باکانہ گردن اُٹھائے جا کھڑے ہوئے اور "السّلام علیک" کہا۔ میاں بہوہ نے کہ کسی نہ کسی طرح سلیم شاہ کے غیظ و غضب سے ان کو بچانا چاہتا تھا۔ گردن پکڑ کے جھکا دی اور کہا، بادشاہوں کو یوں نہیں یوں سلام کرتے ہیں۔ اس پر شیخ نے گرج کر کہا "جو سلام کہ سنّت ہے اور صحابہؓ اللہ کے رسولؐ کے سامنے کیا کرتے تھے یہی ہے۔ اس کے سوا میں کوئی اور سلام نہیں جانتا۔" سلیم شاہ نے غضب ناک ہو کر اشارہ کیا اور لشکریوں نے لاٹھیوں، کوڑوں، مکّوں اور لاتوں سے پیٹنا شروع کردیا۔ یہاں تک کہ بے ہوش ہوگئے، جب تک ہوش رہا یہ آیتِ قرآنی وردِ زباں تھی ربنا اغفرلنا ذنوبنا وثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین سلیم شاہ نے جب شیخ کو یہ پڑھتے ہوئے دیکھا تو پوچھا، کیا کہتا ہے؟ مخدوم الملک نے کہا، "تم اور ہم کو کافر کہتا ہے۔" اس پر اس کو اور زیادہ طیش آیا اور جب تک موت کا یقین نہیں ہوگیا، برابر زدو کوب کا حکم دیتا رہا۔"

آگے چل کر لکھا ہے:

"افسوس! عُشّاقِ حق کے ساتھ ہمیشہ یہی ہوا اور اعدارِ حق و اصلاح کے ہاتھوں، کبھی ان کو امن کی گھڑیاں نصیب نہ ہوئیں۔ یہی ہوتا رہتا ہے اور شاید ایسا ہی ہوتا رہے گا۔ دشمنانِ حق نے اگر ان کی جانوں کو سب سے بڑی چیز سمجھ کر لینا چاہا، تو انھوں نے بھی اپنی جان کو دنیا کی ساری چیزوں میں سب سے زیادہ ہیچ حقیر اور ادنیٰ سمجھا۔ ولنا فیھم اسوۃ حسنۃ۔" [1]

---

[1] یہ عبارت تذکرہ ابوالکلام آزاد صہ ۸۲، ۸۳ سے یہاں نقل کی گئی ہے۔

Goto Main List

شیخ محمد داؤد کے حالات کے تحت ابوالکلام آزاد نے لکھا ہے: | شیخ داؤد کے ساتھ علماء سو کی زیادتی

"بعض وقت علماءِ وقت خصوصاً شیخ الاسلام مولانا عبداللہ سلطانپوری کو حضرت شیخ (داؤد) سے سخت حسد و عناد تھا۔ سبب اس کا یہ تھا کہ شیخ موصوف پر میر سید محمد جونپوریؒ کی نسبت منکشف ہوا تھا کہ وہ کبار اولیاء اللہ اور صاحبانِ مدارج و مقامات علیہ میں سے ہیں اور ان کے احوال و مقامات کی نسبت لوگوں کو، بوجہ قصور فہم دھوکا ہوا ہے، جو علماءِ وقت ان کی (سید محمد جونپوریؒ کی) تکفیر و تضلیل کے درپے ہیں سخت غلطی کر رہے ہیں۔ یہ بات بعض علماءِ دربار پر سخت گراں گزری کیونکہ وہ برابر طائفہ مہدویہ کے قتل و تعزیر میں کوشاں رہتے تھے اور اس دار و گیر میں بڑے بڑے فقراء و اہل اللہ کی اذیت و مصیبت کا باعث ہوئے تھے۔" [1]

آپ نے دیکھا، شیخ الاسلام عبداللہ سلطانپوری کو شیخ محمد داؤد سے صرف اس بناء پر عناد و دشمنی تھی کہ شیخ محمد داؤد پر یہ منکشف ہوا تھا کہ حضرت سید محمد مہدی موعودؑ، بڑے اولیاء اللہ سے ہیں۔ اس انکشاف کے بعد شیخ داؤد نے جب دیکھا کہ شیخ عبداللہ نیازی اور ان کے ساتھ فقراء گروہ مہدویہ پر مظالم ہو رہے ہیں تو شیخ داؤد نے کہا:

"ان مظلوموں کا خون عنقریب رنگ لائے گا اور افغانیوں کی حکومت زیادہ عرصہ تک باقی نہیں رہے گی۔"

یہ بات مشہور ہوئی تو معاندین نے حضرت شیخ کو بھی "مہدویت" سے مُتّہم کیا اور بہت کلفت و تعب و مصیبت کا باعث ہوئے۔ (تذکرہ ص۳۴)۔

مُلّا عبدالقادر بدایونی منتخب التواریخ[2] میں لکھتے ہیں کہ جس زمانے میں مخدوم الملک نے بعض اکابر اہل اللہ کو طرح طرح کے فتنے اُٹھا کر قتل کرایا تو ان کی (شیخ داؤد جھنی والکی) طرف بھی مخالفانہ عزم سے متوجہ ہوئے اور گوالیار سے سلیم شاہ کا فرمان بھجوا کر طلب کرایا۔ یہ (شیخ داؤد) ایک دو خادموں کو لے کر روانہ ہوئے اور گوالیار سے باہر ملاقات ہوئی، لیکن شیخ کو دیکھ کر اور ان کی باتیں سن کر (سلیم شاہ) بہت متاثر ہوئے

---

[1] تذکرہ ص۳۴ [2] تذکرہ ص۴۵

اور کہا کہ (ترجمہ) "ان سے تو جھوٹ کی بُو بھی نہیں آرہی ہے"۔ شیخ (داؤد) نے چند کلمے وعظ و نصیحت کے فرمائے اور عزت و احترام کے ساتھ واپس کر دیئے گئے"۔

علماءِ سوء کے اتہامات میں، مہدویہ اور غیر مہدویہ کے ساتھ یکسانیت رہتی تھی۔

ملاقات کے دوران شیخ داؤد نے دریافت کیا کہ "ہم فقیروں کی طلبی کی ایسی کیا ضرورت پیش آگئی تھی۔ جواب ملا کہ مخدوم الملک سے معلوم ہوا تھا کہ" ذکر کرنے کے وقت، آپ کے مریدین یا داؤد یا دلوؔد کہتے ہیں۔ شیخ نے کہا" سننے میں اشتباہ ہوگیا ہے ورنہ ہمارے مریدین علانیہ طور پر 'یا وَدُوْدُ'، 'یا وَدُوْدُ' کہتے ہیں"۔

اس پر ابوالکلام آزاد نے یہ نوٹ لکھا ہے:

" بظاہر یہ بات تو کچھ وقیع معلوم نہیں ہوتی، لیکن عجب بھی نہیں۔ اس گروہ (علماءِ سوء) کے مکر و حیلوں کے کاروبار بہت وسیع و پیچیدہ ہیں۔ عجب نہیں کہ اسی راہ سے مصیبت میں پھنسا دینے کا قصد کرلیا ہو اور "یا ودودُ" کو "یا داؤد" بنا کر فتنہ اٹھانا مقصود ہو"۔ (تذکرہ ص۴۶)۔

جس طرح مخدوم الملک اور ان کے ساتھی علماءِ سوء نے "یا ودود" "یا ودودُ" کے وظیفے اور ورد کو "یا داؤد" "یا داؤد" بنا دیا اور شیخ داؤد کے مریدوں کو شیخ داؤد کا وظیفہ یا ورد کے عامل قرار دے دیا۔ پھر اس کو بنیاد بنا کر سلیم شاہ کو شیخ داؤد سے بدظن کر کے ان کے دار و گیر اور قتل و ہلاکت پر آمادہ کرنا چاہا تھا۔ بالکل یہی طریقہ ان ہی جیسے علماء سوء نے حضرت صدیق ولایتؓ اور عام مہدویوں کے خلاف اختیار کیا تھا اور سلطان مظفر کے پاس قتل و خون کے حکم کی اجرائی کی استدعا کے ساتھ نمائندگی کرتے ہوئے عرض کیا تھا:

" حضور! سید محمد کے تابعین، کلمہ پورا نہیں پڑھتے"۔[۱] یعنے مہدوی لوگ صرف لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ کہتے ہیں مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ نہیں کہتے"۔

حالانکہ یہ بات دراصل یوں ہے کہ مہدوی صرف لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ جو کہتے ہیں وہ محض ذکر اللہ اور یاد الٰہی کے طور پر ہے نہ کہ "کلمہ" کی ادائی کے طور پر۔ اور کلمہ جس کے الفاظ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہیں، اس کا اظہار اور اقرار ہر مہدوی کرتا ہی ہے۔ دیکھیے اصل بات کو کس طرح ان

---

[۱] دفتر اول شاہ برہانؒ کے، باب ۳۔

Goto Main List

علماء نے بدل دیا اور مہدویہ پر اتہام لگاکر ، قتل کا حکم ، سلطان مظفر سے حاصل کرنا چاہا ۔

مہدویہ کے ساتھ علماءِ سوء کے مظالم پر ابوالکلام آزاد کا کھلا اعتراف

دیکھئے ! ابوالکلام آزاد نے کس کھلے دل کے ساتھ اپنے ہی ہم عقیدہ غیر مہدوی علماء کی نازیبا کارستانیوں کا اعتراف کرتے ہوئے لکھا ہے :

" اس زمانہ میں مہدوی فرقہ کا نیا نیا چرچا ہر طرف پھیلا ہوا تھا اور علماء دربار کے لئے اس فرقہ کے قتل وسلب اور تکفیر و تضلیل کا مشغلہ ، سب سے زیادہ دل پسند اور کامیاب مشغلہ تھا ۔ ان لوگوں کو ہر زمانے میں اپنی دل بستگی و حکمرانی کے لئے فرقہ آرائی اور جنگ و قتالِ مسلمین کا کوئی نہ کوئی مشغلہ ضرور ملنا چاہئے " ۔ (تذکرہ ص۴۶) ۔

ابوالکلام آزاد نے ہی تو یہ بھی لکھا ہے :

" افسوس ! ہر عہد اور ہر دَور میں جس قدر بربادیاں ہوئیں علماءِ سوء ہی کے ہاتھوں ہوئیں ۔ وقت اور زمانے کی شکایت بے سود ہے " ۔ (تذکرہ ص۴۲)

ایسے ہی علماءِ سوء نے ، مہدویوں کے ساتھ بھی ، اپنا یہی طریقہ کار روا رکھا ہے ۔ ابوالکلام آزاد ہی سے سنئے کہ حضرت امام آخرالزماں سید محمد مہدی موعود علیہ السلام کا اسوہ کیا تھا ؟ مہدویوں کی روش کیا تھی ؟ ان کے مشاغل کیا تھے ؟

حضرت مہدی موعودؑ کے اسوۂ حسنہ اور "دعویٰ مہدیت" کا ذکر

ابوالکلام آزاد نے لکھا ہے :

" سیّد محمد جونپور کے رہنے والے تھے ۸۴۷ھ میں پیدا ہوئے ۔ ان کے اشد شدید مخالف بھی معترف ہیں کہ علوم رسمیہ کے ساتھ زہد و درویشی اور ورع وتقویٰ میں اپنا جواب نہیں رکھتے تھے ۔ شیخ علی متقی (کہ سید کے معاصر اور سخت مخالف ہیں اور ان کے رد میں رسالہ لکھا ہے) تسلیم کرتے ہیں کہ ان کا ابتدائی عہد ، کمالِ زہد و تقشّف اور استغراق اور استہلاک باطنی میں گزرا ۔ سات سال تک یہ حال رہا کہ پے در پے روزہ رکھتے اور تنِ تنہا ایک گوشے میں پڑے رہتے " ۔

آگے چل کر " دعویٰ مہدیت " کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں :۔

" معلوم ہوا کہ " انت المھدی " کی صدا آرہی ہے ۔ برسوں تک متامّل رہے اور جب پے در پے (منجانبِ خدا) یہی معاملہ پیش آیا تو اپنے مہدی ہونے کا اعلان کیا " ۔ . . . .

Goto Main List

علمارِ حقانی بہت کم تھے، اور علمارِ دنیا ہر طرف پھیلے ہوئے تھے۔ دنیا طلبی اور مکر و زور کی گرم بازاری تھی .....

یہ حال دیکھ کر سید موصوف نے احیارِ شریعت اور قیام امر بالمعروف کا غلغلہ بلند کیا اور لوگوں سے کہا ....

سب سے بڑا مجاہدہ یہی ہے کہ خلق اللہ کو سیدھی راہ پر لگاؤ اور احکامِ شرعیہ کے قیام کی راہ میں اپنی جانیں تک لڑا دو اور عشق کی صداقت اور قلب کی پاکی نے ان کی دعوت و تذکیر میں ایسی تاثیر بخشی تھی کہ تھوڑے ہی عرصہ میں ہزاروں آدمی حلقۂ ارادت میں داخل ہوگئے۔" (تذکرہ ص۴۷)

مرید ہونے والوں کے تذکرہ کے تحت ابوالکلام آزاد نے لکھا ہے کہ:

"متعدد سلاطینِ وقت نے ان سے (سید محمدؐ سے) بیعت کی۔" (تذکرہ ص۴۸).

ابوالکلام آزاد کا مہدویہ کے حق میں صحابۂ نبوت کے خصائص سے مشابہت کو تسلیم کرنا۔

آگے چل کر، مہدویہ روش کا ذکر، ابوالکلام آزاد نے کس طرح کیا ہے؟ پڑھیے:-

"ان لوگوں کے طور طریق کچھ عجیب عاشقانہ و والہانہ تھے اور ایسے تھے کہ صحابہ کرامؓ (دورِ نبویؐ) کے خصائصِ ایمانی کی یاد تازہ کرتے تھے۔ عشقِ الٰہی کی ایک جاں سپار جماعت تھی جس نے اپنے خون کے رشتوں اور وطن و زمین کی فانی اُلفتوں کو، ایمان و محبت کے رشتہ پر قربان کر دیا تھا اور سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر راہِ حق میں ایک دوسرے کے رفیق و غمگسار بن گئے تھے۔ امیر و فقیر، اعلیٰ و ادنیٰ سب ایک حال اور ایک رنگ میں رہتے، اور بجز خلق اللہ کی ہدایت و خدمت اور احکامِ شرع کے اجراء و قیام کے اور کسی کام سے واسطہ نہ رکھتے۔" (تذکرہ ص۴۸).

منتخب التواریخ، نجات الرشید اور طبقات میں مہدویہ کا ذکر

ابوالکلام آزاد نے تحریر کیا ہے:-

"ملا عبدالقادر بدایونی نے منتخب التواریخ اور نجات الرشید میں اور نظام الدین ہروی نے طبقات میں ان لوگوں کے مفصل حالات لکھے ہیں مگر زیادہ تفصیل تذکرۃ الواصلین میں بہ ضمن حالاتِ شیخ داؤد ملتی ہے اور اس کو پڑھ کر قلب پر ایک عجیب عالمِ وجد و محویت طاری ہو جاتا ہے اور بے اختیار دل چاہتا ہے کہ ساری باتوں کو چھوڑ کر صرف انہی پاکانِ حق کا ذکر کیجئے۔

صدیاں گزر گئیں، عشاقِ حق کے ذکر میں آج یہ تاثیر ہے، نہیں معلوم ان کی پاک صورتوں اور پاک صحبتوں کی گیرائیوں اور دلربائیوں کا کیا حال ہوگا؟ —

ہرگز نہ میرد آنکہ دلش زندہ شُد بہ عشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ ما (تذکرہ ص۶۲)

اب آگے پڑھئے کہ ان "عشاقِ حق" کے ساتھ علماء سوء نے کیا سلوک اور برتاؤ کیا؟ کسی اور سے نہیں اُنہی ابوالکلام آزاد ہی سے سنئے:

شیخ علائیؒ کے ساتھ عالم سوء مخدوم الملک کی زیادتیاں

"سلیم شاہ کے دل پر شیخ علائی (مہدوی بزرگ) کی حق پرستی کا زخم لگ چکا تھا مگر خود عالم نہ تھا، چاہتا تھا کہ اگر ایک عالمِ حق گو کا سہارا ابھی مل جائے تو شیخ علائی کو علماء سوء کے پنجوں سے چھڑالے لیکن افسوس کہ سب نفس و دنیا کے پجاری نکلے..... شیخ علائی اس وقت سخت بیمار تھے۔ گلے میں ایک بہت بڑا زخم تھا..... مخدوم الملک نے حکم دیا کہ کوڑے لگائے جائیں۔ جلاد نے تیسری ہی ضرب لگائی تھی کہ اس شہیدِ حق کی روح پرواز کرگئی.... افسوس مرنے کے بعد بھی ظالموں کو تسکین نہ ہوئی اور اس فنافی الحق کی نعش کے ساتھ وہ سلوک کیا گیا جو بدر اور اُحد کے مقتول کفار کے ساتھ بھی نہیں کیا گیا تھا۔" یہ ۹۵۷ھ کی بات ہے۔ (تذکرہ ص۸۱)

آگے بدایونی لکھتے ہیں کہ "ہاتھی کے پاؤں سے باندھ کر چروایا گیا اور ان کے ٹکڑوں کی تمام لشکر (فوج) میں تشہیر کی گئی۔ پھر حکم دیا کہ دفن نہ کیا جائے اور اس غرض سے پہرہ بٹھا دیا گیا۔" (تذکرہ ص۸۲)

واضح باد کہ ملا عبدالقادر بدایونی کے حوالہ سے یا کسی دوسرے حوالے سے ابوالکلام آزاد نے علماء سُوء کی جس "بدروش" کو بیان کیا ہے، ناظرین باتمکین کے لئے یہاں اس کو درج کئے جانے سے یہ اندازہ لگانا آسان ہوجائے گا کہ حضرت مہدی علیہ السلام کے وصال مبارک کے پچاس سال کے بعد بھی جب ان علماء سُوء کا حسد، بغض وعناد اور عداوت کا یہ عالم رہا تھا تو پھر مہدویت کی توسیع اور پھیلاؤ کے ابتدائی دور اور مہدی علیہ السلام کے صحابہؓ کے دور میں ان کا حسد، بغض وعناد، عداوت وظلم وستم، کس درجے بڑھا ہوا نہ رہا ہوگا۔

اگلے صفحات پر پیش کئے جانے والے واقعات، حضرت صدیقِ ولایتؓ اور آپؓ کے دائرہ والوں کے علاوہ، گجرات کے عام مہدویوں کے ساتھ روا رکھے گئے، لرزہ براندام کر دینے والے' انسانیت کے سر کو جھکا دینے والے' ان کے ظلم وستم کے کارناموں سے ان شاء اللہ اس کی توضیح ہوجائے گی۔

Goto Main List

فصل (۲)

علماء سوء کا عام مہدویوں کے خلاف اجتماعی محضرہ کرنا

حضرت صدیق ولایتؓ کے علاوہ گجرات بھر کے عام مہدویوں کے ساتھ ایذا رسانیوں، ظلم و زیادتیوں اور ان کے قتلِ عام پر ان مفسد اور ظالم علماء سوء نے نہ صرف حکام اور بادشاہ کو اُکسایا، ورغلایا تھا بلکہ کلمہ گو عامۃ المسلمین کو بھی ملوّث کر دیا تھا، جیسا کہ ان کے ترتیب دیئے گئے "اجتماعی محضرہ" کی عبارت اور ان کے دیئے ہوئے فتوے میں مندرج امور پر عمل آوری کے لئے عوام کو ہدایات دیئے جانے سے اس کا ثبوت ملتا ہے، ان ہدایات کی تفصیل، تاریخ سلیمانی میں اس طرح مرقوم ہے:[1]

۱۔ کسی نے اگر ایک مہدوی کو قتل کیا تو سات حج کا ثواب پایا۔

۲۔ ایک مہدوی اگر قتل کر دیا جائے تو سمجھو کہ سو رہزن قتل کئے گئے۔

۳۔ کسی نے اگر مہدوی کی مدد کی تو اس کی نسل کو منقطع کر دیا جائے۔

۴۔ مہدویوں کو بوریئے میں لپیٹ کر، اس میں کانٹے بھر کر، اگر جلا دیا جائے تو بڑا ثواب پاؤ گے۔

۵۔ مہدویوں کی پوری جماعت کو قتل کیا جانا چاہئے۔

۶۔ مہدویوں کے سر، ایسی جگہ کاٹے جائیں جہاں پانی نہ ملتا ہو۔

"انصاف نامہ" میں یہ بھی مرقوم ہے:۔

۷۔ ہر ایک شخص (کلمہ گو) پر لازم ہے کہ مہدویوں کے قتل کو مباح (ثواب کا کام) جانے۔

۸۔ ہر ایک شخص (کلمہ گو) پر لازم ہے کہ مہدویوں کی مسجدوں اور گھروں کو جلائے۔

۹۔ جو کوئی، سید محمد مہدیؑ کے چاہنے والوں کو مار مار کر، سید محمد مہدیؑ سے پلٹانے کی کوشش کرے بڑا ثواب پائے گا۔

۱۰۔ جو کوئی سید محمد مہدیؑ کے چاہنے والوں کی پیشانیوں پر، لوہے کا پنجہ گرم کر کے داغ دے گا، ثواب کا مستحق ہو جائے گا۔[2]

---

[1] خذا، گ ۶، چ ۱

[2] انصاف نامہ باب ۱۶

Goto Main List

علماء سوء کے ایسے ہی فتووں کے باعث ابتداءً بادشاہ گجرات، سلطان مظفر کے کارپردازوں نے حضرت بندگی میراں سید محمود ثانی مہدی رضی اللہ عنہ، کو سنہ ۹۱۹ھ میں سخت اور ناقابلِ قیاس اذیت پہنچائی۔ آپؓ کے مبارک پیروں میں سوامن وزنی زنجیریں ڈالی گئیں، جن سے گہرے زخم آگئے۔ انہی زخموں سے ۱۳/ رمضان سنہ ۹۱۹ھ کو آپ کی شہادت واقع ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

ایذارسانی کا یہ سلسلہ چلتا ہی رہا۔ بڑھتے بڑھتے اس نے خلفاء، صحابہ اور مہاجرین رضی اللہ عنہم اجمعین کے علاوہ عام مصدقین اور مہدوی افراد کو بھی اپنے گھیرے میں لے لیا۔ گجرات اور دوسرے مقامات پر مہدویوں کے لئے اپنے عقاید پر قائم رہنا، مشکلات اور ظلم وستم کو گویا دعوت دینا تھا، جیسا کہ ابھی ابھی اس کا بیان گزرا۔ ناظرین باتمکین غور کریں کہ اُس دور کے کلمہ گو علماءِ سُوء نے محض اپنے حاصلہ دنیاوی مفادات کے تحفظ اور شیخیت کی بقاء کے لئے، بزرگانِ مہدویہ اور عام مہدویوں کے ساتھ کس قدر ایذارسانیوں کو روا نہیں رکھا؟ مگر ایک وقت ایسا بھی آگیا جبکہ انہی کے ہم عقیدہ اور ہم عمل لیکن غیر جانبدار، حق شناس، تاریخ لکھنے والے علماء نے خود کو حق گوئی پر مجبور پایا اور بہ بانگِ دہل کہہ اُٹھے کہ:

"یہ (مہدوی) لوگ انسان نہیں تھے۔ ملاءِ اعلیٰ (آسمان) کے مقدس فرشتے تھے، جن کو خدا نے اپنی زمین کی طہارت کے لئے آدمیوں کے ہیکل میں بھیج دیا تھا۔" (تذکرہ ابوالکلام آزاد ص۵۳)۔

پس ان غیر جانبدار اور حق شناس کلمہ گو علماء اور تاریخ لکھنے والوں کے بیانات سے کسی کے لئے بھی ان مفسد وظالم علماء سوء کے مبنی بر شر فتووں کی حقیقت کا اندازہ لگانا مشکل نہیں رہا ہے۔

روایت ہے کہ "اجتماعی محضرہ" پر چوالیس (بروایتے پچپن) علماء کی دستخطیں ثبت تھیں اور ان سب میں نمایاں شخصیتیں، صرف تین علماء، ملا احمید، ملا ناراللہ اور ملا کبیر کی تھیں[1]

علماء نے حضرت صدیق ولایتؓ کے پاس اپنا محضرہ بھیج کر کھانبیل سے چلے جانے کی دھمکی دی

علماء نے متذکرہ صدر اجتماعی محضرہ کو حضرت صدیق ولایتؓ کی خدمت میں بھی بھجوایا اور دھمکی کے طور پر کہلوایا کہ اب آپ کے لئے بھی یہی بہتر ہوگا کہ آپ کھانبیل سے کہیں اور چلے جائیں ورنہ آپ کو، ہم سے مقابلہ کے لئے تیار ہوجانا

---

[1] انصاف نامہ، دفترِ شاہِ برہانؒ، تاریخ سلیمانی

Goto Main List

چاہئے ــــ حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ نے علماء کے اس پیام کو سنا اور علماء کے بھیجے ہوئے محضرہ کو دیکھا، آپ بہت خوش ہوئے اور حاضرین سے ارشاد فرمایا :

"معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے مخبرِ صادق حضرت مہدی علیہ السلام کی دی ہوئی خبر قَاتَلُوْا وَقُتِلُوْا کے ظہور کا اب وقت آچکا ہے ۔ بندہ کو اس کی آرزو ایک عرصہ سے تھی ۔"

کھانبیل سے اخراج کی خاطر حضرت صدیق ولایتؓ کے پاس شاہی سپاہی بھیج دیئے گئے ۔

علماء نے فتوے دینے اور محضرہ مرتب کرکے روانہ کرنے کے کچھ ہی دنوں بعد اپنے اثر و رسوخ کا استعمال شروع کر دیا اور کھانبیل سے حضرت صدیق ولایتؓ کو اخراج پر مجبور کرنے کی خاطر شاہی سپاہیوں کو بھجوایا ۔ شاہی سپاہیوں کا یہ فوجی دستہ جب کھانبیل سے قریب پہنچا تو افسرِ متعلقہ نے اپنے نمائندوں کو حضرت صدیق ولایتؓ کی خدمت میں یہ پیام دے کر بھیجا کہ "اب آپ اس مقام کو چھوڑ کر کہیں اور چلے جائیں ورنہ علماء اور بادشاہ کے حکم کے تحت آپ سے مقابلہ ہوگا ۔"

آنے والوں نے اپنے افسر کے پیام کو پہنچانے کے ساتھ خود اپنے طور پر خواہش کی کہ آپ کھانبیل سے کہیں اور روانہ ہوجائیں ورنہ بادشاہ نے آپ سے مقابلہ کا حکم دے دیا ہے ۔

یہ سب باتیں سننے کے بعد حضرت صدیق ولایتؓ نے پُرعزم انداز میں ارشاد فرمایا کہ "تم لوگ اگر مقابلہ کی غرض سے ہی آئے ہیں تو بنامِ خدا ہم بھی اس کے لئے تیار ہیں ۔"

سپاہیوں نے جب حضرت صدیق ولایتؓ کے اس عزم اور استقلال کو دیکھا تو ششدر رہ گئے ۔ پھر انھوں نے عجز و انکساری ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ علماء اور بادشاہ نے ہم سے آپ کے منتقل کرنے پر عہد لیا ہے ۔ ہم یہ صرف اس لئے چاہتے ہیں کہ اگر آپ یہاں سے منتقل نہ ہوں تو ہمارے اہل و عیال تباہ کر دیئے جائیں گے ۔ حضرت ہم پر رحم فرمائیں اور کچھ دنوں کے لئے ہی کہیں اور منتقل ہوجائیں، چند روز کے بعد لوٹ کر آسکتے ہیں ۔ ہمیں فی الحال کوئی گزند نہ پہنچ سکے گا ۔ آئندہ آپ بھی امن میں رہیں گے ۔ اور قسم کھا کر کہا کہ "آپ کے دائرہ کی باڑ کا ایک کانٹا بھی نہ توڑا جائے گا ۔" (انصاف نامہ ب۱)

حضرت صدیق ولایتؓ نے آئے ہوئے فوجیوں کی درخواست قبول فرمالی ۔ آپ نے اس ظلم کو سہنے کا ارادہ فرمالیا اور اخراج پر تیار ہوگئے ۔

Goto Main List

حضرت صدیق ولایتؓ، کھانبیل سے بھدرے والی، منتقل ہو گئے

حضرت صدیق ولایتؓ کھانبیل سے روانہ ہوئے اور بھدرے والی منتقل ہو کر دائرہ قائم فرمایا اور وہیں قیام پذیر ہو گئے۔

حضرت صدیق ولایتؓ کو بھدرے والی منتقل ہوئے، زیادہ دن نہیں گزرے تھے کہ آپؓ کو خبر ملی کہ کھانبیل میں مسجد اور دائرہ کی جھونپڑیوں کو ان اشرار نے آگ لگا دی ہے۔ اور عہد شکنی کر کے امن کی فضا کو پھر سے مکدر کر دیا ہے۔ دائرہ کی باڑ کے کانٹے کو نہ توڑنے کا تیقن دینے والوں نے نہ صرف اللہ والے فقیروں کی جھونپڑیوں کو آگ لگا دی بلکہ خدا کے اس گھر کو جس میں آٹھ پہر عبادت ادا ہوتی تھی، اللہ کی یاد کی جاتی تھی ان بدبختوں نے اُس کو بھی جلا دیا۔

دشمنوں نے عہد شکنی کی، مسجد اور دائرہ کی جھونپڑیوں کو آگ لگا دی تب حضرت صدیق ولایتؓ، پھر کھانبیل واپس تشریف لائے

کھانبیل میں مسجد اور دائرہ کی جھونپڑیوں کو آگ لگا دینے کی خبر سُن کر حضرت صدیق ولایتؓ نے فرمایا، اپنے تیقن کے خلاف ان لوگوں نے عہد شکنی کی ہے، ان کے نزدیک ہم لوگ خطاوار تھے مگر عبادت گاہ اور فقراء کی جھونپڑیوں کے جلانے کی وجہ کیا ہے؟

مذکورہ واقعہ کے بعد حضرت صدیق ولایتؓ نے پھر سے کھانبیل کا قصد فرمایا۔ اب آپؓ کے لئے ان ظالموں کے خلاف، جہاد کی دوسری تمام صورتوں کے اختیار و تکمیل کر لینے کے بعد آمادہ "قتال" ہو جانے کے سوائے کوئی دوسری صورت باقی رہ نہیں گئی تھی تا کہ ان کے ظلم و ستم کا انسداد ہو اور مہدویت کا تحفظ اور بقا ہو۔ کیونکہ امامنا حضرت مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال اور فرہ سے گجرات واپس تشریف لانے (۹۲۰ھ) کے بعد سے بیس سالہ اس دور میں، آپؓ نے ستائیس مرتبہ اخراج و ہجرت کی تکالیف اُٹھائیں، چھ مرتبہ دائرہ اور مساجد کے جلائے جانے کو برداشت کیا تھا، گھروں سے نکالا جانا قبول کیا، اذیتیں سہیں، نیز جا بجا عام مہدویوں پر کئے جانے والے ظلم و ستم اور مہدویت سے انھیں برگشتہ کرنے کی منظم کوششوں کو ہر روز آپ ملاحظہ فرما رہے تھے۔

فصل (۳)

حضرت صدیق ولایتؓ ــــ اور ــــ قتال (جنگ) کے لئے آپؓ کا آمادہ ہوجانا، احکام الٰہی کے عین مطابق تھا۔

حضرت صدیق ولایتؓ اور دوسرے عام مہدویوں کے ساتھ یہ سارا مناقشہ اور جھگڑا فی الحقیقت کوئی مذہبی بنیاد، یا مہدویوں کے عقاید و اعمال کے بگاڑ یا خرابی، یا ان علماء کے لئے کوئی اور مبنی بر صحت وجہ جواز نہیں رکھتا تھا، جیساکہ مہدویوں کے تعلق سے عمومی طور پر اور بزرگان مہدویہ کے تعلق سے خصوصی طور پر غیر متعصب اور غیر جانبدار، تاریخ لکھنے والے انہی کے ہم مذہب علماء کے تحریر کردہ تعریف و تحسین پر مشتمل بیانات سے یہ بات ثابت ہوچکی ہے۔ البتہ اس عداوت و مخالفت کے اہم اسباب خود ان کلمہ گو علماء سوء کا اسلامی تعلیمات سے دُور ہوجانا خدا اور رسولِ خدا کے واضح احکام کو سرے سے نظر انداز کردینا، مہدوی بزرگوں کے زہد، تقویٰ، عبادت و ریاضت، احکامِ الٰہی کی کماحقہ تکمیل، ان کے تقرّب الٰہی کی واضح نشانیوں کے باعث عوام اور مخلوقِ خدا میں روزبروز بڑھتی ہوئی ان کی مقبولیت، مذہبِ مہدویہ کی توسیع نیز ان کا اپنی مشیخت اور حاصلہ دنیاوی مفادات کے باقی نہ رہنے کا اندیشہ، خوف اور ڈر تھے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ ساری باتیں "شیطانی حرکات" قرار پاتی ہیں۔ ایسے شیطانی اوصاف کے حامل افراد سے مرعوب نہ ہونے، سمجھوتہ نہ کرنے بلکہ اُن سے "قتال" (جنگ) کرنے کے لئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے "ایمان رکھنے والوں" کو پُرزور انداز میں اپنے کلام پاک میں ہدایات دی ہیں۔ چنانچہ سورہ نساء میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: (آیت ۷۶)

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ۚ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِیَآءَ الشَّیْطٰنِ ۚ اِنَّ کَیْدَ الشَّیْطٰنِ کَانَ ضَعِیْفًا ۝

یعنے جو لوگ ایمان دار ہوتے ہیں تو ان کا لڑنا (قتال کرنا) اللہ کی راہ میں (اللہ کے واسطے) ہوتا ہے (نہ کہ اپنی نفسانی خواہشات کی تکمیل یا محض دوسروں سے حسد، بغض یا پھر جلبِ منفعت کی خاطر) اور جن لوگوں نے "کفر" کو (پھر سے) اختیار کرلیا ہے تو ان کا لڑنا (گمراہی کے باعث) شیطان کی راہ میں (شیطانی اثر کو قبول کرنے کی وجہ، اپنے نفسانی خواہشوں کی تکمیل اور اس جیسی دوسری قباحتوں کے لئے) ہوتا ہے۔ پس

Goto Main List

(اگر تم واقعی ایمان رکھنے والے ہو تو تم پر لازم ہے کہ ان) شیطان کے دوستوں سے " قتال " (جنگ) کرو، یقیناً شیطان (اور اس کے دوستوں) کا مکر (جو انھوں نے پھیلا رکھا ہے) بالکل بودا اور کمزور ہے۔

۱۔ حضرت صدیق ولایت رضؓ کو جب یہ خبر ملی کہ علماء اور بادشاہ کے ان کارپرداز، شریر النفس سپاہیوں نے عہد کرنے کے بعد کھانبیل کی مسجد اور گھروں کو جلادیا اور اپنی قسموں کو توڑ ڈالا ہے تو آپ رضؓ کو بھی ان شیطان دوستوں سے "قتال" کے لئے آمادہ ہوجانا پڑا۔ چنانچہ اس خبر کے ملتے ہی حضرت صدیق ولایت رضؓ نے اس آیتِ شریفہ کی تلاوت فرمائی :۔

وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ ۝ (التوبہ ۹، ۱۲)۔

یعنی اگر وہ لوگ عہد کرنے کے بعد اپنی قسموں کو توڑ ڈالیں اور تمہارے دین پر طعنے دیں (برا بھلا کہیں) تو تم لوگ اس ارادہ سے کہ یہ ان (شیطانی حرکتوں) سے باز آجائیں۔ کفر کے ان پیشواؤں سے (خوب) قتال (جنگ) کرو۔ کیونکہ (اس عہد کو توڑنے کی صورت میں) ان کی قسمیں باقی نہیں رہیں، تم ایسے لوگوں سے (آخر) کیوں نہیں لڑتے؟ (یعنے ضرور لڑو)۔

" عہد شکنی " کے اس بدترین واقعہ کے بعد ہی حضرت صدیق ولایت رضؓ بھدرے والی سے کھانبیل واپس تشریف لائے اور " خدائی حکمِ قتال " کی تعمیل و تکمیل کے لئے اپنے آپ کو آمادہ کیا۔

حضرت صدیق ولایت رضؓ کا قتال کے لئے آمادہ ہوجانا قرآنی تعلیمات کے عین مواقف تھا۔

" قتال " (جنگ) کے لئے آپ رضؓ کی آمادگی، آپ رضؓ کے غصّہ یا کسی اور شخصی یا ذاتی جذبات کے تحت ہرگز نہیں ہوئی تھی بلکہ ان ہزاروں، لاکھوں مہدویوں کی مدد و حمایت اور دینِ حقّہ کی حفاظت و صیانت کے تحت تھی جو آئے دن ان کے ظلم و زیادتی کا شکار ہورہے تھے۔

قتال کے لئے آپ رضؓ کا تیار ہوجانا خدائے بزرگ و برتر کے حکم کے تحت نہایت ضروری بھی تھا۔

چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ

Goto Main List

وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ الخ (النساء آیت ۷۵)۔

یعنی (مومنو!) تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ اللہ کی راہ میں قتال نہیں کرتے؟ حالانکہ کئی ایسے بے بس مرد اور کئی ایسی عورتیں اور کئی ایسے بچے ہیں جو فریاد کررہے ہیں کہ اے خدا! ہمیں اس بستی سے، جہاں کے باشندوں نے (ہم پر) ظلم وستم پر کمر باندھ لی ہے، نجات دلایئے اور کسی ہستی کو اپنی جانب سے ہمارا دوست بنا دیجئے۔ (کہ وہ ان ظالموں سے ہمیں چھٹکارا دلاسکے) اور ہمارے لئے کسی کو، ہمارا مددگار بنا دیجئے۔

تاریخ مہدویہ سے ثابت ہے کہ مہدویت (عین اسلام) میں، وطن سے ہجرت کو ہمیشہ اختیار کیا جاتا رہا، تمام بزرگان دینؓ تارک دنیا تھے۔ انھیں شخصی ملکیت، املاک، مال ومتاع یا ملوکیت وبادشاہی سے قطعاً کوئی تعلق یا دلچسپی نہیں رہی۔ انھوں نے اخراج، گھر سے نکالے جاتے کو ہمیشہ صبر سے برداشت کیا، کل کے لئے اُٹھانہ رکھنا اور اسی روز فی سبیل اللہ خرچ کردینا ان کے آئین میں داخل رہا۔ تین دن سے زیادہ کسی کی مہمانی، قابل قبول نہ تھی، ہر قسم کا تعین، وظیفہ، انعام، جاگیر ومنصب ناقابل قبول رہا۔ رہنے سہنے اور عبادت گزاری کے لئے، پانی اور کھانے کے لئے صرف "گھوکروکی بھاجی" کے مقامات کو منتخب کیا جاتا رہا۔ لباس میں کوئی تخصیص نہ تھی، دو جوڑے کجا ایک جوڑا لباس بھی پورا نہ ہوتا، سر پر عمامہ کی بجائے رسّی ہی لپیٹ لی جاتی۔ جھونپڑے یا عبادت خانے، گھاس پھونس کے اور بغیر دیوار کے بنائے جاتے رہے۔ وہ امن کے خوگر اور طلبگار رہے تاکہ دلجمعی کے ساتھ دن اور رات نمازوں کی ادائی، آٹھ پہر کے ذکر الٰہی کے ساتھ اپنے خالق، اپنے معشوق حقیقی کے جلوہ آرائی کا "دیدار" کرسکیں، کوئی امر، حجاب اور پردہ بننے نہ پائے۔ مگر ــــ ہمیشہ خلل ڈالا جاتا رہا، بادشاہی کے خواہشمند ہونے کا الزام دیا گیا اور ان طالبانِ مولیٰ کے ساتھ، شروع ہی سے ایذا رسانیوں کا ایک طویل سلسلہ قائم رکھا گیا۔ جہاں جہاں یہ بزرگانِ دین، ہجرت کرتے، منتقل ہوجاتے، اپنے ہم نواؤں کے ذریعہ یہ ظالم، وہاں فساد پھیلاتے۔ بس یہی ان کا محبوب سا مشغلہ ہوگیا تھا۔

پس حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایت رضی اللہ عنہ، نے مہدوی مردوں، عورتوں اور بچوں سے ان ظالموں کو دفع کرنے کی خاطر اور مذہب مہدویہ کے تحفظ وبقا کے لئے "قتال" پر آمادگی کو ضروری سمجھا۔

(۲) اس کے علاوہ حضرت مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات کی، باقی رہی ہوئی، چوتھی صفت "قِتَال" کا حضرت صدیق ولایتؓ کی ذات سے (بلحاظ بدلِ ذاتِ مہدیؑ) تکمیل ہونا بھی ضروری تھا۔

Goto Main List

جس کا اظہار، ناگور اور فرہ میں، حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا تھا، اس کی تعمیل کی خاطر بھی حضرت صدیق ولایتؓ نے، موجودہ واقعۂ کھانبیل کو، اس کا پیش خیمہ تصور فرما کر خود کو "قتال" (جنگ) کے لئے آمادہ و تیار کرنا ضروری سمجھا۔

"مہدویت کے اظہار" پر شاہی حکمِ امتناع عاید کیا گیا
اظہارِ مہدویت کی سزا، موت مقرر کی گئی

علمار گجرات نے پہلے تو "اجتماعی محضر" کیا، پھر مہدویوں کے "قتلِ عام" کے لئے فتوے دیئے، اسی پر انھوں نے بس نہیں کیا بلکہ مخالفت کو ہوا دینے کی کوئی نہ کوئی صورت اور نکالتے رہے۔ وہ چاہتے یہی تھے کہ مہدویوں کا نام ونشان، سرزمین سے مٹا دیا جائے۔ انھوں نے فتوے کی عبارت اور شاہی حکم کی، گجرات کے چپہ چپہ پر تشہیر کی انھیں خوب عام تام کیا تاکہ عام لوگوں کو بھی مہدویوں کے خلاف کھڑا کیا جائے اور انھیں قتلِ عام پر ابھارا جائے۔

اسی دوران انھوں نے مہدویت کے خلاف اپنا آخری انتہا پسندانہ و جابرانہ ایک اور اقدام کر دیا اور اس بات کی منادی کرا دی کہ جس مہدوی نے سید محمد جونپوریؑ کو "مہدی موعودؑ" تسلیم کیا اور ان پر اعتقاد لایا ہے حکمِ شاہی کی بنا پر اس پر لازم ہے کہ وہ اپنے اعتقاد کا کھُلم کھُلا اور علانیہ اظہار نہ کیا کرے، خلاف ورزی کی صورت میں اس کو موت کی سزا دی جائے گی۔

محض "مہدوی" ہونے کے اظہار پر ہی میاں کبیر محمد اور دو نوخیز نوجوانوں کو بربریت کے ساتھ شہید کر دیا گیا۔[۲]

مہدویوں کی آبادیاں، اس وقت احمد آباد کے علاقوں میں پھیلی ہوئی تھیں۔ احمد پورہ، ہیبت پورہ، سکندر پورہ، داسارہ، پھوچلکہ وغیرہ مقامات پر، مہدوی کثرت سے آباد تھے۔

مختلف قریہ جات سے شہر احمد آباد میں آ کر کاروبار کی غرض سے رہائش اختیار کرنے والے ان مہدویوں میں، کھنبایت سے آئے ہوئے دو نوجوان بھائی بھی تھے۔ جن میں ایک کی عمر ۱۴ سال اور دوسرے کی عمر ۱۸ سال تھی۔ ایک نے رنگ کی دکان اور دوسرے نے صابن کی دکان لگالی تھی۔ مہدویوں کے ساتھ کئے جانے والے ظلم وستم سے ویسے تو یہ نوجوان لڑکے واقف ہی تھے مگر جب رفتہ رفتہ اس شاہی حکمِ امتناع کی خبر ان دونوں بھائیوں کو ہوئی تو وہ دونوں اب ضبط نہیں کر سکے اور پورے جوش وخروش کے ساتھ اپنی اپنی دکانوں سے باہر آ کر یہ آوازِ بلند

ـلہ تاریخ سلیمانی، ریاض اول، گلشن ششم، چمن اول

Goto Main List

اظہار کرنے لگے کہ، ہم نے حضرت سید محمدؑ جونپوری کو مہدی موعودؑ تسلیم کیا ہے۔ ہم نے آپ کو اللہ کا خلیفہ اور برحق جان کر آپؑ کے دعوئی مہدیت کی تصدیق کی ہے۔ ہم اپنے اس اقرار کو ہرگز پوشیدہ نہیں رکھیں گے۔ ہم اور ہمارے جان و مال سب آپؑ پر سے قربان ہیں" وغیرہ وغیرہ۔ یہ بات تیزی کے ساتھ عام ہوگئی اور پھیل گئی کہ حکم شاہی کے خلاف زنگریز طبقہ سے دو نوجوان لڑکے، اپنے مہدوی ہونے کا علی الاعلان اظہار کر رہے ہیں۔ پس ان کی گرفتاری عمل میں آئی۔ لڑکوں کا جوشِ مذہبی برقرار رہا، یہ سمجھ کر کہ لڑکے ہیں، جوشیلے ہیں، انھیں اظہار سے باز رکھنے پر آمادہ کرنے، انہی کے ہم مذہب کسی ذی سمجھ آدمی سے تفہیم کی کوشش کی جائے، پتہ لگا کر اسی آبادی سے میاں کبیر محمدؒ بلائے گئے، انھیں تمام باتوں سے واقف کرایا گیا اور بتایا گیا کہ انھیں اپنے مذہب مہدویہ کو پوشیدہ رکھنے پر آپ آمادہ کریں ورنہ انھیں موت کی سزا دی جائے گی۔ میاں کبیر محمدؒ کو ان باتوں کے سننے سے اچنبھا ہوا۔ وہ خود بڑے پکّے مہدوی تھے۔ انھوں نے کارپردازوں کی ہی تفہیم کرنی چاہی اور ان کے اپنے ارادوں سے باز رکھنے کی کوشش کی۔ ان کارپردازوں نے اب میاں کبیر محمدؒ سے ہی خواہش کی کہ وہ خود بھی اقرارِ مہدویت سے باز آجائیں۔ میاں کبیر محمدؒ، ان باتوں سے مرعوب ہونے والے نہیں تھے۔ انھوں نے پُرزور انداز میں اپنے اقرار کو ظاہر کیا اور کہا اِنَّ المھدی الموعود قد جاء و مضیٰ اٰمنّا و صدّقنا۔ علماء اور بادشاہ کے یہ کارپرداز اب مایوس ہوگئے، لڑکوں کو تفہیم کروانے کی بات رہی ایک طرف، انھوں نے پہلے میاں کبیر محمدؒ کو ہی سزا دینے کا ارادہ کرلیا، انھیں خوب مارا پیٹا گیا۔ باز نہ آنے کی وجہ عہدہ داروں کے حکم سے بیل کی سینگوں سے میاں کبیر محمدؒ کو اتنا زخمی کیا گیا کہ وہ شہید ہوگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ [1]

اِدھر سے فراغت پانے کے بعد ان کارپردازوں نے پھر ان لڑکوں کی طرف توجہ کی، انھوں نے خیال کیا تھا کہ میاں کبیر محمدؒ کے واقعہ سے یہ لڑکے، اظہارِ مذہب سے باز آگئے ہوں گے۔ مگر ایسا نہیں ہوا۔ دریافت کرنے پر ان لڑکوں نے اپنے پہلے سے جوش کا پھر اظہار کیا۔ ان کارپردازوں نے انھیں ان کی کم عمری اور نوجوانی کا احساس دلایا اور کہا کہ باز آجاؤ ورنہ قتل کردیئے جاؤ گے۔ لیکن دونوں لڑکے یہی کہتے رہے کہ "مہدیؑ موعود آمد و گذشت

---

[1] بعضوں کے نزدیک ان دو زنگریز شہیدوں میں سے ایک کا نام میاں کبیر محمدؒ اور دوسرے کا نام میاں اسمٰعیل تھا۔ (فقیر سید محمود مغفرلہٗ)

Goto Main List

اٰمَنَّا وَ صَدَّقْنَا"۔ ان کارپردازوں نے ان لڑکوں کو سمجھانے کی ایک اور تدبیر سوچی۔ لڑکوں کی ماں کا پتہ لگاکر، اس بے چاری کو بلایا اور کہا کہ "انھیں سمجھالے ورنہ قتل کردیئے جائیں گے"۔ ماں نے سب ماجرا سنا لڑکوں کے نزدیک گئیں، کارپرداز خوش تھے کہ ماں اپنے لڑکوں کو مذہبِ مہدویہ کے پوشیدہ رکھنے کی ہدایت دے رہی ہے۔ مگر اس بی بی نے اپنے لڑکوں کے کان میں آہستہ سے کہا "دیکھو میرے بیٹو، میرے لال، خدا کی راہ میں مرد بنے رہو، اپنے دلوں کو مضبوط بنائے رکھو، ان منکرینِ مہدی سے ہرگز خوف نہ کھانا، ان کی بات کبھی نہ ماننا، اپنے امام برحق پر استوار رہو، جان دینے میں گھبراؤ نہیں۔ تمہارے خون سے ایک مٹھی، خاک کی بھیگ نہ سکے گی مگر تم اللہ کی راہ میں شہادت کے وقت اپنے خدا کا دیدار کرلوگے۔ ہمیشہ خدا کا قرب تمہیں حاصل رہے گا"۔ ماں نے ان لڑکوں کو اور مستحکم بنادیا۔

ان کارپردازوں نے، ماں کے ہٹنے کے بعد لڑکوں سے پھر دریافت کیا۔ لڑکے اس بار اور بھی جوش سے نعرہ لگا اٹھے کہ مہدی موعودؑ آئے اور گئے آمَنَّا وَصَدَّقْنَا۔

دو رنگ ریز نوجوان بھائیوں کو شہید کردیا گیا۔

بالآخر مایوس ہوکر عہدہ داروں نے جلاّد کو، ان دونوں لڑکوں کو قتل کردینے کی ہدایت کی۔ جلاّد نے پہلے بڑے بھائی کو زمین پر لٹایا کہ قتل کردے۔ مگر بڑے بھائی نے جلاّد سے فہمائش کی کہ پہلے چھوٹے بھائی کو شہید کیا جائے تاکہ وہ مجھے قتل ہوتا دیکھ کر اپنے استقلال سے باز نہ آجائے۔ ویسے میں یہ بھی دیکھ لوں گا کہ وہ کس مستقل مزاجی کے ساتھ اپنی جان، اللہ کی راہ میں دیتا ہے۔

بہرحال جلاّد نے یکے بعد دیگرے، پہلے بڑے بھائی اور اس کے بعد چھوٹے بھائی کے گلے پر چھری پھیر دے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ شہادت کے وقت، یہ دونوں، اپنے عقیدے پر مضبوطی سے قائم رہے۔ احمد آباد کے رنگریزوں کے محلہ میں ان دونوں بھائیوں کو دفن کیا گیا، ان کا مقبرہ آج بھی مرجع خلائق ہے۔

اس واقعہ کی خبر شہر احمد آباد کے علاوہ، اطراف کے مقامات پر تیزی کے ساتھ پھیل گئی۔ احمد آباد کے کسی مہدوی نے کھانبیل آکر حضرت صدیق ولایتؓ کی خدمت میں تمام تفصیلات بیان کیں۔ حضرت صدیق ولایتؓ نے ان شہیدوں کے حق میں ایمان کی بشارت دی۔ حضرت صدیق ولایتؓ نے میاں کبیر محمدؒ

Goto Main List